

بایں نقد و تحقیق علم الباطن فی مدقہ تازہ و ترقی
ترجمہ
ہم حق کو باطل کے سر پہ کھینچ رہے ہیں تو وہ اس کے
سر کو کھینچتا ہے اور باطل فنا ہو جاتا ہے۔

۱۵۷۸ء

حصہ دوم

ابطال اعجاز مرزا

مؤلفہ

مولانا شاہ حکیم سید غنیمت حسین صاحب شرفی ساکن مخدوم چک نمبر

جسمین مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے قصیدہ اعجازیہ کے مقابلہ میں حسب عدہ ایضاً بی
میں قصیدہ و مبلغ قصیدہ جوابیہ پیش کیا گیا ہے جسے حضرات اہل علم ملاحظہ فرما کر خوش ہو گئے اور
اور مرزا صاحب کے جھوٹے اعجاز کی داد دینے اور تمہید میں مرزا صاحب کے موٹے موٹے اور سیاہ
جھوٹ دکھائے گئے ہیں جسے دیکھ کر ناظرین خیال کر سکتے ہیں کہ ایک مدعی نبوت کے شان کے
یکس قدر بعید اور خلاف ہے پھر اس کے بعد دکھایا گیا ہے کہ کون جوہر یہ قصیدہ مرزا صاحب کے قصیدہ بر فائق ہے
حسب فرامین جناب فیض نور الحسن رضا صاحب مہتمم مدرسہ جامع العلوم و مسجد جامعہ کا پور باہتمام خواجہ ابو

کتاب جمع انتظام و قطع اپنی طبع و کرد

قیمت آٹھ آنہ (۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسکا پہلا حصہ شائع ہو چکا ہے جس میں مرزا صاحب کے قصیدہ اعجازیہ کی صرفی نحوئی عروضی وغیرہ غلطیاں دکھائی گئی ہیں اور دیکھا گیا ہے کہ یہ معجزہ تو کیا کلام ہی صحیح نہیں اس حصہ میں اس عمدہ کالیفا ہے جو پہلے حصہ میں کیا گیا تھا یعنی یہ مرزا صاحب کے قصیدہ اعجازیہ کو جواب میں عنقریب اس فصیح اور بلیغ قصیدہ پیش کیا جائیگا الحمد للہ کہ اس حصہ میں تھوڑے سے زیادہ اشعار کا طویل قصیدہ پیش کیا گیا ہے جو جماعت احمدیہ در زیر حضرات اہل علم التماس ہے کہ اس پر توجہ کر دیکھیں کہ قصیدہ مرزا صاحب کے قصیدہ پر فصیح اور بلیغ ہے یا نہیں اور اس کے اور تمسید میں دکھایا گیا ہے کہ جو بات سے قصیدہ مرزا صاحب کے قصیدہ اعلیٰ اور ارفع ہے محض اس لیے کہ حضرات اہل ضرورت اس چیز کی التماس پر توجہ فرمائیں گے اور اس پر دیکھیں گے اور محض شکر یہ کہ موقع دینگے وَاخِرُ دَعْوَانَا الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ خدا کا ہزار ہا شکر کہ قصیدہ تمام ہوا۔ ان دنوں حصہ نمبر مرزا صاحب کے قصیدہ اعجازیہ کی خوب قلبی کھولی گئی ہے پہلے حصہ میں انکی مختلف انواع کی غلطیاں دکھائی گئی ہیں اور دوسرے حصہ میں انکو قصیدہ اعجازیہ کے مقابلہ میں اس سے اچھا اور فصیح اور بلیغ قصیدہ جوابیہ پیش کیا گیا ہے جو ان بعض حضرات احمدی (مرزائی) مرزا صاحب کی طرف سے مدد گناہ یوں کر کر رہے ہیں کہ قرآن مجید میں بھی مخالفین اسلام اور خلاف قواعد صرف و نحو بعض آیتوں کو تباہ یا تو اگر مرزا صاحب کا کلام خلاف قواعد صرف و نحو ہو تو کیا عجب ہے لیکن یہ مدار کا دوسرا طرف ہے اور اول تو قرآن مجید میں ہرگز ایسا کلام نہیں ہے جو خلاف قواعد صرف و نحو ہو کیونکہ قرآن اسی قرآن اور کلام عرب ہے جو ان قواعد کو مستند کیا ہے اور جبکہ انکا باخیزی قرآن و کلام عرب حاصل ہوا تو ممکن نہیں ہے کہ ان دونوں مخالف ہو بخلاف سچائی و درجہ کمالی وغیرہ انکا عربی کلام خلاف قواعد ہو کہونکہ وہ لوگ عربی کے اہل زبان نہیں بنائے بالقرض اگر تھوڑی سی تلمیح ہی کیا جائے کہ قرآن مجید میں بعض کلام خلاف قواعد صرف و نحو ہے تو چونکہ کلام عرب خاص ہے اور اسی قواعد مستند ہے اور ان قواعد بنائے انہی فن مرزا صاحب کی طبع معصوم نہ تھی اس لیے کیا جائیگا کہ ان قواعد کی اصلاح کیجئے قرآن مجید کو معاد انہ غلط ٹھہراؤ۔ مرزا صاحب کو معصوم اس لیے کہ ان کا یہ قصیدہ اعجازیہ میں فرما رہے ہیں (ومن ظنیۃ المعصوم ظنیۃ بطیر) یعنی آنحضرت کی معصوم مٹی کا مجھ میں خمیر، وہ کلام خیر تمام

الملمس غنیمت حسین محمد دوم چکی مونگیری

قارئین کرام کو معلوم ہو کہ اس قصیدہ کو تالیف کیے ہوئے ایک مدت ہوئی لیکن جیسا کہ
 نیک کاموں میں فی زمانہ عوائق درپیش آتے ہیں درپیش رہے پھر چھپنے میں اس قدر
 دیر ہوئی جس کی کچھ حد نہیں اس سیر طرہ یہ کہ غلط چھپا کچھ کاتب کے اغلاط کچھ مصحح کی
 بے توجہی اور فن تصحیح سے ناواقفیت کچھ مصلح سنگ کی فرو گذاشت سب مل کر
 کچھ عجیب نگ ہو اس صحت میں بعض ضروری اغلاط کی تصحیح کر دی گئی ہے جو ماقی رہا ہو
 اسکو اہل نظر سمجھ لینے والے عذر عند کرام الناس مقبول۔

صحت نامہ تمہید قصیدہ جوابیہ مرثیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۲	لے تنفد	لنفد	۳۲	۱۸	سے	سے
۵	۵	ان تنفد	ان تنفد	۲۸	۱۱	سب کچھ ہی نہیں	سب کچھ ہی نہیں
۳	۱	اسکو	ان کو	۳۰	۳	انجمن گویم	انجمن گویم
۱۴	۵	اخیرین	آخرین	۳۱	۸	توشیح میں جابجائی	توشیح میں جابجائی
۲۲	حاشیہ	حسینان	حسان	۳۲	۱۵	متنبی کتا ہے	متنبی کتا ہے
۲۳	۴	اضغاث	اضغاث	۳۲	۱۸	قلم منہم الدعوی	قلم منہم الدعوی
۵	۱۰	دل کا منشا	دل کا منشا	۳۶		متنبی	متنبی

غلط صحت نامہ قصیدہ جوابیہ

۱	۴	مَعْنَى	مَعْنَى	۳	۶	يَفْخَرُ	يَفْخَرُ
۲	۱	يَذُوقُ	يَذُوقُ	۲	۷	يَكْرَهُ	يَكْرَهُ
۳	۲	أَخْبَرُ	أَخْبَرُ	۳	۱	يَتَذَبَّرُ	يَتَذَبَّرُ
۲	۳	كِتَاب	كِتَاب	۴	۴	ذَا الشَّعَرُ	ذَا الشَّعَرُ
۴	۴	تَوَاعِدُ	تَوَاعِدُ	۵	۵	يَكْرَهُ	يَكْرَهُ
۵	۵	غَيْب	غَيْب	۶	۶	تَفْخَرُ	تَفْخَرُ
۶	۶	بُؤْسِل	بُؤْسِل	۷	۷	عَلَا	عَلَا

صحيح	غلط	صفحہ	سطر	صحيح	غلط	صفحہ	سطر
غَيْرُ	عَمِيْرُ	۹	۶	جَنَّتُهُمْ	جَنَّتُهُ	۳	۸
تَشْهَرُ	مُشْهَرُ	"	"	يُحْسِرُوا	خُسِرُوا	"	"
يَصْدُرُ	يَلْفُ فِي	۱۰	۱	تَبَعْتُهُ	تَبَعْتُهُ	۲	۲
الزَّحَافِ	الزَّحَافِ	"	۸	الَسُّوْءُ	الَسُّوْءُ	"	"
يُنْشَرُ	يُنْشَرُ	"	۱۰	فَتُذِرُوا	فَتُذِرُوا	"	"
سَطْرَةً	سَطْرَةً	"	۱	فَدُفِرُوا	فَدُفِرُوا	"	۵
الْمُنْجَرِ	الْمُنْجَرِ	"	"	مَلَا	عَلَى	"	"
عَلَا	عَلَى	"	۶	أَيَّانُ	أَيَّانُ	"	۱۱
نَرَى	نَرَى	۱۲	۱	كَازِيْبُ	كَازِيْبُ	۵	۲
وَهَذَا	هَذَا	"	۲	فَمَنْ	فَمَنْهَا	"	۲
نَعْمُ	نَعْمُ	"	۵	إِلَهَامَاتِ	إِلَهَامَاتِ	"	۵
مَحْشُوَّةٌ	مَحْشُوَّةٌ	"	"	اللَّاتِي	اللَّاتِي	"	۶
بِهَلَا	بِهَلَا	"	۵	بَارِي	بَارِي	۵	۸
فَكَانَ	أَكَانَ	"	۱۰	يَنْزُوِيْجُ	يَنْزُوِيْجُ	"	۹
يَبْهَرُ	يَبْهَرُ	"	۱۱	فَاتِي	فَاتِي	۶	۲
وَعِيْرُهُمْ	وَعِيْرُهُمْ	۱۳	۳	فَتُخْسِرُ	فَتُخْسِرُ	"	۲
شَاعَ	شَاعَ	"	"	خَطِيْبَةٍ	خَطِيْبَةٍ	"	۶
تَبْهَرُ	تَبْهَرُ	"	۵	تَلْمُوْذَةٌ وَرَقِرُوا	تَلْمُوْذَةٌ وَرَقِرُوا	"	"
أَلْمُحَدِّ	أَلْمُحَدِّ	۱۳	۲	ضَلَا	ضَلَا	"	۱
مَحَالَةٍ	مَحَالَةٍ	"	۱۱	بَصِيْرُ	بَصِيْرُ	"	۲
مَحَالَةٍ	مَحَالَةٍ	۱۵	۲	كُوْعَدُ	كُوْعَدُ	"	۵
فِي الْمَصْطَفَى خَيْرٌ	فِي الْمَصْطَفَى خَيْرٌ	"	۱۱	تُبْرَا	تُبْرَا	"	۶
الْأَمَالُ	الْأَمَالُ	۱۶	۲	مصرع اول کے بجائے یہ مصرع ہونا چاہیے		"	۶
عَلَا	عَلَى	"	۳	تَلْمُوْنُ شَهْرًا كَانَ مَوْعِدُهُ وَكَأَنَّ	تَلْمُوْنُ شَهْرًا كَانَ مَوْعِدُهُ وَكَأَنَّ	"	"
كَمْ	كَمْ	"	۲	شَاعَتْ	شَاعَتْ	"	۹
لَبَعَثْتُ	لَبَعَثْتُ	"	۵	وَأَنْفَعِي	وَأَنْفَعِي	"	۱۱
يَسْقُوْهُ	يَسْقُوْهُ	"	۶	جَمْعُ	جَمْعُ	"	۹
فِي الْبَرِّ	فِي الْبَرِّ	"	۱۰	وَالْعَسْدُ	وَالْعَسْدُ	"	۵

صفحة	سطر	فعل	صحيح	صفحة	سطر	فعل	صحيح
١٤	٢	عَالَفَتْ	عَالَفَتْ	٢٩	٢	عَالَفَتْ	عَالَفَتْ
١٥	٣	أَقَمَتْهُ	أَقَمَتْهُ	٣٠	٥	عَمَّا يَرُومُ	عَمَّا يَرُومُ
١٦	٤	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٣١	٢	بَيْتٍ رَأَيْتُ	بَيْتٍ رَأَيْتُ
١٧	٥	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٣٢	٢	تَعْدَادُهُ	تَعْدَادُهُ
١٨	٦	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٣٣	٢	فَتَنَاطُ	فَتَنَاطُ
١٩	٧	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٣٤	٢	تَرَدُّدِي	تَرَدُّدِي
٢٠	٨	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٣٥	١١	أَنْتَ	أَنْتَ
٢١	٩	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٣٦	١١	مُحَالَةٍ	مُحَالَةٍ
٢٢	١٠	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٣٧	١١	بُشِّرُوا	بُشِّرُوا
٢٣	١١	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٣٨	٨	كَيْفَ	كَيْفَ
٢٤	١٢	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٣٩	٨	عَلَى	عَلَى
٢٥	١٣	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٤٠	٢	أَصْدَقَ	أَصْدَقَ
٢٦	١٤	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٤١	٢	لِي	لِي
٢٧	١٥	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٤٢	٨	وَأَذُوا	وَأَذُوا
٢٨	١٦	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٤٣	٥	فَابْشِرُوا	فَابْشِرُوا
٢٩	١٧	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٤٤	٩	ذَنْبُهُ	ذَنْبُهُ
٣٠	١٨	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٤٥	٤	حَرْبٍ	حَرْبٍ
٣١	١٩	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٤٦	٨	مُحَالَةٍ	مُحَالَةٍ
٣٢	٢٠	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٤٧	١١	آخِرُ مَرْءٍ	آخِرُ مَرْءٍ
٣٣	٢١	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٤٨	١١	فَلَا الشَّبَّ	فَلَا الشَّبَّ
٣٤	٢٢	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٤٩	١١	يُطْبِئُهُ	يُطْبِئُهُ
٣٥	٢٣	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٥٠	٤	الرَّادَى	الرَّادَى
٣٦	٢٤	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٥١	٢	أَفْضَلَ	أَفْضَلَ
٣٧	٢٥	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٥٢	٢	وَمَا	وَمَا
٣٨	٢٦	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٥٣	٢	كَذَّبَا	كَذَّبَا
٣٩	٢٧	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٥٤	٤	وَتَصْلَحُ	وَتَصْلَحُ
٤٠	٢٨	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٥٥	٩	أَيُّ	أَيُّ
٤١	٢٩	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٥٦	٢	لَكِنْ ابْنَ	لَكِنْ ابْنَ
٤٢	٣٠	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	٥٧	٥	وَدَّ مَرُورًا	وَدَّ مَرُورًا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۸	۳	عَجَزَكَ	عَجَزَكَ	۳۸	۵	بَسَتْ	بَسَتْ
۳۹	۵	مُعْظَمُ	مُعْظَمُ	۳۹	۵	مُحَالَةً	مُحَالَةً
۵۰	۱۱	فِيحَقْرٍ	فِيحَقْرٍ	۵۰	۱۱	وَمَا	وَمَا
۵۱	۱	وَلَا	وَلَا	۵۱	۱	عَلَى	عَلَى
۵۲	۲	الْمَجْدِ	الْمَجْدِ	۵۲	۲	يَهْكُرُوا	يَهْكُرُوا
۵۳	۸	الْأَيُّ	الْأَيُّ	۵۳	۱	حُتَّتْ	حُتَّتْ
۵۴	۵	تَشَقَّرُوا	تَشَقَّرُوا	۵۴	۲	يَحْسُدُ	يَحْسُدُ
۵۵	۴	لَفْتِكُمْ	لَفْتِكُمْ	۵۵	۴	وَعَفَّوَانَهُ	وَعَفَّوَانَهُ
۵۶	۵	مُنَاظَرَةً	مُنَاظَرَةً	۵۶	۱۰	أَلْمُنَاظَرَةَ	أَلْمُنَاظَرَةَ
		أَلْحَبِيبَتِ	أَلْحَبِيبَتِ				

صَحَّتْ نَامَةٌ تَرْجَمَةُ قَصِيدَةٍ

۲	۱	راہیں	راہیں
۳	۵	دل سو	دل تو
۴	۱۰	چند آیتوں	دوسری آیت
۵	۱	دلیل ہے	دلیل
۶	۳	انکے	اُس کے

تھا صبیحہ صبحیہ

مرزا صاحب کے ضخیمہ کتاب نزول المسیح پر ایک نظر

قصیدہ اعجازیہ کا بے نظیر جواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَمْدًا وَمُصَلِّیًّا وَسَلَامًا

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا

خدا کا ارشاد ہے کہ ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دی

مرزا صاحب ضخیمہ کے سطر ایک میں لکھتے ہیں (آپ صاحبوں پر واضح ہو کہ اس مضمون کے لکھنے کی اسلئے ضرورت پیش آئی کہ موقع مہضلع امرت سہین باصرار منشی محمد یوسف صاحب کے میرے دو مخلص دوست ایک مباحثہ میں گئے ہمارے طرف سے مولوی محمد سرور صاحب مقرر ہوئے اور فریق ثانی نے مولوی ثناء اللہ کو امرتسر سے طلب کر لیا اگر مولوی ثناء اللہ صاحب اس بحث میں خیانت اور جھوٹ سے کام نہ لیتے تو اس مضمون کے لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ لیکن چونکہ مولوی صاحب موصوف نے میری پیشینگوئیوں کی تکذیب میں دروغگوئی کو اپنا ایک فرض سمجھ لیا اس لیے خداوند تعالیٰ نے مجھے اس مضمون کے لکھنے کی طرف

مرزا صاحب نے اپنی کتاب ضخیمہ نزول المسیح کے شروع میں اس آیت کو لکھا ہے (اِنَّا فَتَحْنَا دِلِّیْنَ قَوْمًا بِالْحَقِّ وَانْتَ خَیْرَ الْفَاتِحِیْنَ) یعنی اے ہمارے خدام میں اور ہمارے قوم میں سچا فیصلہ کر اور تو ہی جو سب سے بہتر فیصلہ کرے گا وہ ہے۔
مرزا صاحب نے تمنا کی اور مولف کو خدا نے کھلی کھلی فتح دیدی ۱۲

توجہ دلائی تباہیہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد

حضرات ناظرین انصاف سے دیکھیں کہ اس جگہ مرزا صاحب نے کس قدر چمکتے ہوئے
جھوٹ سے کام لیا ہے اور دروغ کو پرفورج کر کے دکھایا ہے جیسا کہ ناظرین آئندہ دیکھیں گے شاید اس
جھوٹ کی وجہ یہ ہو کہ مرزا صاحب کے خیال غلام کیمونٹی مولوی ثناء اللہ صاحب نے مناظرہ میں جھوٹ
سے کام لیا تو مرزا صاحب کو بھی اسکے جواب میں گھڑیٹھے جھوٹ کا التزام کرنا پڑا مگر میں کہتا
ہوں کہ اسکی یہ وجہ نہیں ہو بلکہ صرف یہی وجہ ہے جو مرزا صاحب کی زبان سے بے اختیار نکلی مصرع
تباہیہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد

مرزا صاحب کے سفید جھوٹ

مرزا صاحب صفحہ اسطر میں لکھتے ہیں ہمارے منصفین ہناری کتاب نزول المسیح کے پڑھنے والوں پر
جس میں ڈیڑھ سو نشان آسمانی صد ہا گواہوں کی شہادت کے ساتھ لکھا گیا ہے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ میری
تائید میں خدا کے کامل اور پاک نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں اور اگر ان پیشینگوئیوں کے
پورا ہونے کے تمام گواہ کٹھے کیے جائیں تو میں خیال کرتا ہوں کہ وہ ساٹھ لاکھ سے بھی زیادہ ہونگے
اب جماعت احمدیہ (مرزائیہ) غور کریں کہ مرزا صاحب کا یہ خیال خام سراسر جھوٹ اور
غیور ہو کیونکہ مرزا صاحب نے جو ڈیڑھ سو نشان نزول المسیح میں گنوائے ہیں اُس میں سب پیشینگوئی
نہیں اگر تلوہی مان لی جائیں اور فی پیشینگوئی کے سو ہی جھوٹے گواہ بھی ہوں تب بھی انکی تعداد
ایک لاکھ سے زیادہ نہیں ہوتی اور مرزا صاحب تو ساٹھ لاکھ سے بھی زیادہ فرماتے ہیں بالقرض
آریہ صحیح ہے تو جماعت احمدیہ ابھی صرف ایک ہی لاکھ بلکہ دو ہی چار ہزار گواہوں کو جھوٹوں نے
اسکو معائنہ کیا ہے تفصیل بیان کرے تاکہ ہلوگ بھی اُنکو دیکھیں کہ وہ گواہ کس وزن اور قیمت

کے ہیں۔ گزشتہ سے یہ امید موم بلکہ محال ہے۔

صفحہ ۲ سطر ۱۰ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں ”مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ نشان جو میرے لئے ظاہر کیے گئے اور میری تائید میں ظہور میں آئے اگر اُنکے گواہ ایک جگہ کھڑے کیے جائیں تو دنیا میں کوئی بادشاہ ایسا نہ ہوگا جو اسکی فوج ان گواہوں سے زیادہ ہو“

ناظرین دیکھو کہ یہ کتنا صریح اور صاف جھوٹ ہے اور اس پر یہ دلیری کہ اسکو قسم کھا کر مرزا صاحب فرماتے ہیں ہاں مرزا صاحب کو کفارہ قسم کا کیا خوف ہو سکتا ہے جب کبھی اسکی نوبت آئی ایک الہام تازہ کر دیا سارا کفارہ کا و خرو ہو گیا اخبار رسالت مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء میں تھا ”اور جرمنی کے پاس

(۱۹۱۲ء میں تین لاکھ سے بھی زیادہ فوج تھی) حضرات ناظرین دیکھیں کہ جب سال ۱۹۱۲ء میں صرف جرمنی کے پاس بیانوے لاکھ سے زیادہ فوج تھی تو اب کتنی فوج ہو گئی اور زار روس کے پاس تو اس سے کہیں زیادہ فوج ہو تو کیا مرزا صاحب کی پیشینگوئیوں کے گواہ ایک کروڑ سے زیادہ ہیں؟ اگر ایسا ہو تو بالفعل عبت صرف ایک لاکھ بلکہ دو ہی چار ہزار گواہوں کو بیان کرے تاکہ ناظرین دیکھیں کہ وہ گواہ کیسے ہیں بھونٹے ہیں یا سچے معتبر ہیں یا نہیں۔ ناظرین میں کہتا ہوں کہ مرزا صاحب کے گواہ تو جو ہیں وہ ظاہر لیکن اس میں شک نہیں کہ مرزا صاحب کے جھوٹ تو اسقدر ہیں کہ تمام دنیا کے بادشاہوں کی فوج اسکے سامنے ہیچ۔ لو کان البھومداد الا کا ذیب المرزا تنفذ قبل ان تنفذ کا ذیب المرزا

صفحہ ۲ سطر ۶ میں لکھتے ہیں ”میں وہی ہوں جسکے وقت میں اونٹ بیکار ہو گئے اور پیشینگوئی آیت کریمہ *وَإِذَا الْعِشَاءُ عُطِفَتْ* پوری ہوئی اور پیشینگوئی حدیث *وَيَذُكُن الْقُلُوصُ فَلَا يَسْعُ* علیہا نے اپنی پوری چمک دکھلا دی۔ یہاں تک کہ عرب اور عجم کے اڈیٹران اور جہاندولے بھی اپنے پرچوں میں بول اُٹھے کہ مدینہ اور مکہ کے درمیان جو ریل طیارہ ہو رہی ہے یہی اُس پیشینگوئی کا طور ہے جو قرآن و حدیث میں *إِنْ لَقِظُونَ* سے کی گئی تھی جو مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے

دو سطر
جھوٹ

۳۰
میرزا
جھوٹ
یا چوہان
جھوٹ

یہاں مرزا صاحب نے تین جھوٹ کیے بادگیر جمع کر دیے ہیں میں اسکو تفصیل سے بیان کرتا ہوں
 جسے پہلے جو اپنے قرآن کی آیت لکھی ہے اور خواہ مخواہ اسے پیشینگوئی فرما کر مسیح موعود کی علامت بتایا
 حالانکہ آیت میں سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ پہلے میں نقل کر کے اسکا مطلب اردو میں لکھتا ہوں ناظرین اسے
 دیکھیں اور پھر مرزا صاحب کے تفسیر کی داد دیں۔ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَاِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ۝
 وَاِذَا الْجِبَالُ سَوِيَتْ ۝ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝ وَاِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ۝ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝ وَاِذَا
 الْنُفُوسُ زُوِّجَتْ ۝ وَاِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ۝ بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ۝ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝ وَاِذَا السَّمَاءُ
 كُشِطَتْ ۝ وَاِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ۝ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۝ عَلِمْتَ نَفْسُ مَا احْضَرْتَ ۝ یعنی
 جب آفتاب تاریک ہو جائے ستاروں کی روشنی مدھم ہو جائے۔ پہاڑ حرکت میں آجائیں۔ اونٹنیاں جو
 جھنے کے قریب ہیں بیکار چھوڑ دی جائیں۔ صحرائی جانور آبادی میں آجھریں۔ دریا پاٹ دیے جائیں
 مرنے زندہ کیو جائیں۔ زندہ درگور بچ کی باز پرس کی جائے کہ کس گناہ میں مارے گئے۔ نامہ اعمال کھولا جائے
 آسمان کھینچ لیا جائے۔ دوزخ گرم کی جائے۔ جنت قریب کر دی جاوے تو اسوقت ہر شخص اپنے اعمال کو
 جان لیگا۔ اب میں جماعت احمدیہ سے پوچھتا ہوں کیا یہ تمام نشانیاں مسیح موعود کی ہیں اگر
 ایسا ہے تو بتائیں کہ ان آیات میں وہ کون لفظ اور جملہ ہے جس سے اسکی طرف ضعیف سا
 بھی اشارہ ہو دوسری یہ بتائیں کہ کیا یہ تمام چیزیں ہو گئیں۔ اور سب کا ظہور ہو گیا؟ کیا آفتاب
 تاریک ہو گیا؟ کیا ستاروں کی روشنی مدھم ہو گئی؟ کیا پہاڑ حرکت میں آگئے؟ کیا صحرائی
 جانور آبادی میں آجھرے؟ کیا دریا بھر دیے گئے؟ وغیرہ وغیرہ اصل یہ ہے کہ یہ سب
 قیامت کے اشارات سے ہیں العشار ان اونٹنیوں کو کہتے ہیں جسکے جھنے کے دن قریب
 چونکہ عرب ان اونٹنیوں کو ایسے وقت میں عزیز رکھتے ہیں اور حفاظت کرتے ہیں اور
 سواری نہیں کرتے ہیں خدا نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کا دن ایسا ہولناک ہوگا اور

ایسی بے خبری ہوگی کہ عرب کا بھن اوٹنیوں کو بھی غیر محفوظ چھوڑ دینگے۔ اب بتاؤ
 یہ گا بھن اوٹنیوں کو بیکار چھوڑ دینا مسیح موعود کی نشانی کس طرح ہو گئی اسلئے مرزا صاحب
 کے اس کلام میں یہ پہلا جھوٹ ہے۔ اب جو شخص خدا پر اقرار کرنے میں نہ شرمائے اور خدا کی
 طرف ہ باتیں منسوب کرے جو خدا نے نہیں کھین تو ایسے شخص کی بیباکی کا کیا ٹھکانا ہے۔ اب
 حدیث شریف کی نسبت عرض ہے۔ پہلے پوری حدیث لکھ کر اسکے معنی بیان کرتا ہوں تاکہ ناظرین
 کو پوری کیفیت مرزا صاحب کے صدق کی معلوم ہو۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
 ﷺ لیقتل الخنزیر ولیترکن القلاص فلا یسع علیہا ولتذہبن الشحنا والنباغض
 والتحاسد ولیدعون الی المال فلا یقبلہ احد و اہ مسلم۔ مشکوٰۃ باب نزول
 عیسیٰ علیہ السلام۔ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 کہ بخدا ابن مریم آسمان سے اترینگے فیصلہ کرنے والے منصف ہو کر پھر توڑینگے صلیب کو
 اور مارینگے سور کو اور موتوف کر دینگے جزیہ (کافروں پر حفاظت کا ٹکس) اور
 چھوڑی جائیں گی جو ان اوٹنیوں تو اُنپر سواری نہ کیجا ئیں گی۔ اور عداوت
 و کینہ و حسد سب دور ہو جائیں گے اور لوگ مال کے لیے لوگوں کو بلائیں گے مگر کوئی
 نہ لیگا۔ روایت کیا اسکو مسلم نے۔

حضرات ناظرین دیکھیں کہ اس حدیث میں نزول بن مریم علیہ السلام کا ذکر ہے اور انکے
 تشریف لائیسے دنیا میں عدل انصاف ہوگا اور بلائیں دور ہونگی سہولت سفر ہوگی اور جو برکات
 نازل ہونگی انکا بیان ہے نہ اس میں انعام صاحب قادیانی کوئی ذکر ہے نہ مکہ اور مدینہ کی زمینوں کی سفر کی کوئی
 تخصیص ہے۔ موز ناظرین سے میں پوچھتا ہوں کہ کیا مرزا صاحب بن مریم تھے؟ ہرگز نہیں

کیا مرزا صاحب نے صلیب کو توڑا اور توحید کا غلبہ عیسائیت پر ہوا کیا آج دنیا میں مسلمانوں بلکہ
مرزائیوں کی تعداد عیسائیوں سے زیادہ ہو؟ نہیں ہرگز نہیں۔ کیا مرزا صاحب نے کافروں سے جزیہ
یعنی ٹکس حفاظت موقوف کروایا اور اٹھادیا کیونکہ مسیح موعود کی ایک علامت یہ بھی ہے کیونکہ وہ
کافروں کو قتل کریں گے یا مسلمان بنائیں گے اور جزیہ لیکر اپنے ملک میں کافروں کو نہیں رہنے دینگے
تمام مسلمان ہی مسلمان نظر آئیں گے مگر مرزا صاحب کی وجہ سے یہ سب کچھ نہیں ہوا بلکہ اُسکا اٹھا ہوا
عیسائیوں نے مسلمانوں پر ٹکس بڑھا دیا ہے۔ کیا اب انٹونون پر سفر نہیں کیا جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا
عداوت بعض کینہ لوگوں سے دور ہو گیا؟ نہیں۔ بلکہ اُسکا اٹھا ہوا مرزا صاحب کے تشریف لانے سے خود
مسلمانوں میں تفرقہ ہوا اور ایک یہ تفرقہ مرزا صاحب نے بنا دیا جو تمام مسلمانوں کو کافر کہتا ہے اور ان کے
پیچھے نماز پڑھنے کو ناجائز بتاتا ہے۔

اور کیا مرزا صاحب کے آنے سے لوگ ایسے امیر ہو گئے کہ انکو روپیہ پیسے کی حاجت نہ رہی کیا انکو روپے
دینے جاتے ہیں اور وہ نہیں لیتے؟ ہرگز نہیں۔ مرزا صاحب کے تشریف لانے سے یہ سب تو کچھ نہ ہوا البتہ قحطالی
مذہبی طاعون و پلگ ہو لوگ قحط سالی کی وجہ سے مفلس ہوئے تباہ ہوئے۔ افسوس قادیان جیسے دارالامان
کہا جاتا تھا اور وہ اُسکے رسول کا تنگنا ہو اس میں بھی پلگ ہوا اور حضرات مرزائی بھی مرے جسکی وجہ سے
مرزا صاحب نے اپنا جلسہ بھی ایک سال بند کیا۔ ان مرزا صاحب کی وجہ سے یہ ہوا کہ تمام آدمی مختلف
بلاتین آسمانی اور دنیاوی آفتیں نازل ہوئیں۔ یہ جو اس کلام میں مرزا صاحب کا دوسرا جھوٹ
آب تیسرا جھوٹ کو ملاحظہ فرمائیے "یہاں تک کہ عرب و عجم کے اڈیٹران اخبار اور جرائد والے بھی اپنے پرچوں
میں بول اٹھے کہ کہہ اور مدینہ کے درمیان جو ریل طیار ہو رہی ہے وہی اُس پیشینگوئی کا ظہور ہے جو قرآن
حدیث میں مرزا صاحب کو بتاتا تھا کہ عرب اور عجم کے کن اڈیٹرون اور صاحبان جرائد نے اس
پیشینگوئی کے متعلق کیا لکھا تا کہ ناظرین اُسے دیکھتے اور معلوم کرتے کہ کس طرح این اڈیٹرون نے اسے

پیشینگوئی کا مصداق ٹھہرایا۔ اسکے سوا عرض یہ ہو کہ اگر بالفرض مان لیا جائے کہ قرآن و حدیث میں اسی پیشینگوئی کا ذکر ہو جس کو مرزا صاحب فرماتے ہیں اور تمام عرب و عجم کے اخبار و اسے بھی انکی تائید میں اپنے پرچوں میں بول اٹھے یہ سب کچھ ہوا اب سوال یہ ہو کہ کیا مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل چلی اور اونٹ بیکار ہوئے لیکن مرزا صاحب کی قسمت پر سخت افسوس ہو کہ اسکا بھی جو انفی میں دیا جاتا ہو یعنی اسوقت تک کہ مظہر اور مدینہ طیبہ کے درمیان ریل نہ چلی اور نہ اونٹ بیکار ہوئے ریل کی پٹری آئی سب سامان جدہ پہنچا مگر مرزا صاحب کی پیشینگوئی کا یہ اثر ہوا کہ پٹری غمیرہ سار سامان پڑا کپڑا رکھیا یہاں تک کہ مرزا صاحب نیاسے رخصت ہوئے اور نہ لائن طیار ہوئی نہ ریل چلی۔ لے کاش مرزا صاحب یہ پیشینگوئی نہ فرماتے تو خدا اسے ضرور پورا کرتا اور بچا لے حاجیوں کی تکلیف رفع ہوتی۔ مدینہ سے دمشق سیکڑون کو س ریل چلنے لگی لیکن حجاز ریلوے لائن اب تک نہی پٹری کی پٹری رہ گئی سچ ہے

مقدم نامبارک و مسعود

گر بدریار و دبر آرد و دود

اسکے بعد مرزا صاحب صفحہ ۲ سطر ۱۱ میں لکھتے ہیں ”ایسا ہی خدا کی تمام کتابوں میں خبر دی گئی تھی مسیح موعود کے وقت میں طاعون پھیلے گی اور سچ روکا جائیگا۔ اور ذوالستین ستارہ نکلے گا اور ساتین ہزار کے سر پر وہ موعود ظاہر ہوگا جو مقدر ہو جو دمشق کے شرقی سمت میں اسکا ظہور ہو اور نیز وہ صدی کے سر پر اپنے تئیں ظاہر کرے گا جبکہ صلیب کا بہت غلبہ ہوگا سو آج وہ سب باتیں پوری ہو گئیں“ ناظرین اس چکے ہوئے روشن جھوٹ کو دیکھیں کہ خدا کی تمام کتابوں میں ان سب آثارات کے متعلق خبر دی گئی ہو۔ دور نہ جاؤ قرآن شریف ہی کو جو ہر مسلمان و ہندو کے گھر میں موجود ہے۔ اور خدا کی تمام کتابوں میں داخل ہو۔ کیا آج کوئی ہو جو بتا سکے کہ قرآن مجید میں یہ آثارات مسیح موعود

چھٹا
ساتواں
آٹھواں
دواں
دسواں
گیارہواں
بہشت

کے لیے لکھے ہیں۔ میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہرگز اس قرآن مجید میں جو مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے آثارِ مسیح موعود کے لیے نہیں ہیں اور نہ کوئی دیکھا سکتا ہے۔ ان حضرات مرزائی اگر ان آثار کو اس قرآن مجید میں دکھادیں تو ہو سکتا ہے جس میں انکو مشدقہ اذا العشار عطلت کو مسیح موعود کی علامت بتایا۔ اس میں مرزا صاحب نے جھوٹے علامتیں بتائیں ہیں اس لیے اس کلام میں ان کے یہ جھوٹے ہوئے۔

بارہواں
نیرحوں
جھوٹے

پھر سطر ۱ میں لکھتے ہیں ”اور میری تائید میں میرے ہاتھ پر خدا نے بڑے بڑے نشان دکھلائے آتم کی موت ایک بڑا نشان تھا جو پیشینگوئی کے مطابق ظہور میں آیا“ یہاں تو مرزا صاحب نے نہایت ہی یانت اور سچائی سے کام لیا اور بڑی جرأت کو کام فرمایا بقول شخصے دروغ گویم بروے تو + ادلا تو کوئی معمولی نشان بھی خدا نے مرزا صاحب کی تائید میں نہیں دکھایا اور بڑے نشان تو بڑی بات اگر کوئی نشان ہے تو جماعت احمدیہ اسکو پیش کرے۔ اگر مرزا صاحب کی پیشینگوئی ان بڑے نشان ہیں تو انکی ہجیان مولوی شہار اللہ صاحب نے الہامات مرزا میں خوب اور ان میں آتم کی پیشینگوئی جسکو بڑا نشان فرمایا، اس میں تو مرزا صاحب کی ایسی ذلت ہوئی کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے کہ مرزا صاحب ہی تھو کہ زندہ رہے اسکا خلاصہ یوں ہے کہ مرزا صاحب اور آتم عیسائی سے امرتسر میں مناظرہ ہوا اور پندرہ دن تک مناظرہ رہا مناظرہ کے اختتام پر مرزا صاحب نے پیشینگوئی آتم کے متعلق کی کہ وہ پندرہ مہینہ میں مر جائیگا۔ وہ بڑھا آدمی مرزا صاحب کے ہسن تھا مرزا صاحب نے خیال فرمایا کہ اگر مرگیا تو بازی جیتی اور نہیں مرنا تو کچھ کوئی الہام اگر لینگے یہ تو گھر کی کھیتی ہے چنانچہ پانچویں ستمبر ۱۸۹۷ء کو اسکی معاد ختم ہوئی اور آتم صبح و سال ۱۸۹۷ء اور ۱۸۹۸ء کو حبسائیوں نے بڑی خوشی کی اور قید و زبور سے آتم کو امرتسر واپس لائے اور شہرہ راور اعلان دی بعض شہرہ راور اسکے ناظرین کے تفریح طبع کے لیے لکھتا ہوں۔

پیشینگوئی
آتم کی

پنجہ آتم سے مشکل ہے رہائی آپکی تو یہی ڈالین گے یہ نازک کھائی آپکی
 آتم اپنہ نہ ہو اگر دیکھ لو آنکھوں سے خود بات کب یہ چھپ سکے ہو آب چھپائی آپکی
 اب خواہ مخواہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ آتم کی موت ایک بڑا نشان تھا جو پیشینگوئی کے
 مطابق ظہور میں آیا لیکن مرزا صاحب کا عمل تو اسپر ہوشم چہ کہ پیش مردان بیاید۔
 پھر صفحہ ۳ سطر ۱۹ میں لکھتے ہیں ”دیکھو لیکھرام کی نسبت جو پیشینگوئی کی گئی تھی اُس میں صاف بتلایا
 گیا تھا کہ وہ چھ برس کے اندر قتل کے ذریعہ سے ہلاک کیا جائیگا اور عید کے دن سے وہ دن ملا ہوا ہوگا
 وہ کیسی صفائی سے پوری ہوئی اٹ“

مرزا صاحب کی اس پیشینگوئی کا خلاصہ یہ ہے کہ پنڈت لیکھرام پشادری پرچہ برس کے اندر
 کوئی ایسا عذاب نازل ہوگا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت ہو اور اپنے اندر ہیبت آتی
 رکھتا ہوگا۔ واقعہ یہ ہے کہ لیکھرام چھری سے قتل کیا گیا اور ایسے واقعات ہوا ہی کرتے ہیں خصوصاً پنجاب
 کے علاقہ میں تو ایسی وارداتیں کثرت ہوتی ہیں نہ یہ معمولی تکلیفوں سے نرالا ہو اور نہ خارق عادت
 ہو نہ اپنے اندر ہیبت آتی رکھتا ہو۔ اگر ناظرین اسکی تفصیل دیکھنا چاہیں تو الہامات مرزا صاحب
 صفحہ ۴۵ میں دیکھیں اسپر مرزا صاحب کا یہ فرمانا کہ کیسی صفائی سے پوری ہوئی کس قدر عبرت انگیز
 اور شرمناک بات ہے۔

اسکے بعد مرزا صاحب مولویوں کو اندھا، یہودی، عیسائی بتاتے ہوئے ایک یہودی کا
 قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیشینگوئیوں کے نسبت نقل کر کے صفحہ ۵ سطر ۱۹ میں لکھتے ہیں
 ”اب بتاؤ کہ اس یہودی اور مولوی محمد حسین اور میان شتار اللہ کا دل باہم متشابہ ہیں یا نہیں“
 مجھے جناب مرزا صاحب کی ذات پر سخت افسوس ہے کہ سچ موعود ہو کر تمام عمر میں دو چار
 یہودیوں اور عیسائیوں کو تو مسلمان نہ کر سکے البتہ مسلمانوں کو یہودی اور نصرانی بنا چھوڑا ہے۔

مولوی شہداء اللہ اور مولوی محمد حسین صاحب کا دل تو یہودیوں سے حسب طرح مشابہ ہوا ہے تو میں
ماظرین کے فیصلہ پر چھوڑتا ہوں مگر میں یہ بیان یہ دکھاتا ہوں کہ چھوٹے مدعیان نبوت اور جاکو
حالات اکثر باہم مشابہ ہوئے چنانچہ مرزا صاحب کے پہلے جو پور میں ایک شخص شیخ محمد شمس الدین پید
ہوا اسے چونکہ یہ سنا تھا کہ ہمدی کے ہاتھ پر خلق رکن اور مقام رکن میں حرم محترم میں جگہ کا نام ہی کے
درمیان بیعت کرے گی اس واسطے اسے بھی اُس مقام میں دعویٰ من اتباعی فہو مومن (یعنی
جس نے میری پیروی کی وہی مومن ہے) کا کیا اور میان نظام اور قاضی علاء الدین نے آمنا و صدقنا
از ہم ایمان لائے اور تصدیق کی بول کر جھٹ بیعت کر لی تاکہ یہ ٹوٹکا بھی ادا ہو جائے اور بولے کہ
لو گوواہ بس ہیں۔ ہدیہ ہمدویہ صفحہ ۳۷۔

شیخ محمد کا یہ پہلا دعویٰ ہمدویت یا نبوت کا مکمل منظم حرم محترم میں سن نو سو ایک میں ہوا ہے اور

واپس آنے پر پھر کچھ دنوں کے بعد دوسرا دعویٰ ہمدویت کا سن نو سو تین بھیجی میں کیا۔ اور تیسرا دعویٰ
بڑے زور کا سن نو سو پانچ میں کیا ہدیہ ہمدویہ صفحہ ۳۷ میں اس آخری دعویٰ کا حال اس طرح لکھا ہے
”چونکہ مدت سے یہ مریدین شیخ کے درپے تھے کہ دعویٰ ہمدویت کا کرو اور بار بار اسکے خواہان تھے
اور شیخ ہر چند ٹالنے چلے جاتے تھے یہ لوگ تقاضا نہیں چھوڑتے تھے چنانچہ پاس خاطر ان کے
دو بار اس سے پہلے دعویٰ کیا تھا لیکن بعد اسکے سکوت اختیار کیا تھا اس پر چند ان اصرار نہ تھا کہ
سب کمال اصرار کیا شیخ بھی تیار ہو گئے اور فرمایا کہ مجھ کو اٹھارہ برس سے بار بار حکم خدا کا بلا واسطہ
ہوتا ہے کہ دعویٰ کر میں ٹالنا چلا جاتا ہوں اب مجھ کو حکم ہوا ہے کہ اے سید محمد دعویٰ ہمدویت کہلا نا
ہو تو کہلا نہیں تو ظالمین میں کروں گا اس واسطے میں بصحت عقل و حواس دعویٰ کرتا ہوں
اَنَا مُحَمَّدٌ مُبِينٌ مُرَادُ اللَّهِ - اور اپنا چڑا دو نوں انگلیوں سے پکڑ کر کہا کہ جو کہ ہمدویت اس
قوات سے منکر ہوئے وہ کافر ہو اور میں خدائے بے واسطے احکام وغیرہ لیا کرتا ہوں اور فرمان

حق تعالیٰ کا ہوتا ہو کہ علم اولین اور آخرین کا تجکو دیا۔ اور بیان معنی قرآن اور کئی خزانہ المیان کی
تجکو دی بہنے تھے جو قبول کرے وہ مومن ہو اور تیرا جو منکر ہوے وہ کافر ہو اس طرح بہت سی باتیں
نہ لے پاک کی طرف نسبت کین خوند میرا اور تمام اصحاب کہ تین سو ساٹھ تھے اپنا عین مقصود
جان کر چکا اسلئے اَمَّا وَصَدَّقْنَا،

اب ناظرین مرزا صاحب کے اقوال اور جو نیوری کے اقوال کا مقابلہ کر کے دیکھیں کہ کس قدر

مشابہ ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی

اسے پھرین قریباً بارہ برس تک جو ایک ماہہ دراز ہو
بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے
برسی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار
دیا ہو اور میں حضرت عیسیٰ کے آمد ثانی کے
رسمی عقیدہ پر جا رہا جب بارہ برس گزر گئے
تب وہ وقت آگیا کہ میرے پر اصل حقیقت
کھول دی جائے تب تو اتر سے اس بارہ میں اہمات
شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہو اعجاز احمدی سطر

اسے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے

الذی ارسلنا سولہ بالحدودین الحق

لیظہرہ علی الدین کملہ۔

اعجاز احمدی صفحہ ۲ سطر یعنی وہ عزیز اور غالب

شیخ محمد جو نیوری

اسے اور شیخ نے فرمایا کہ مجھ کو اٹھارہ برس سے
بار بار حکم خدا کا بلا واسطہ ہوتا ہے کہ دعویٰ
کر میں مائتا چلا جاتا ہوں اب مجھ کو یہ حکم
ہوا کہ اے سید محمد دعویٰ مہدویت
کے لانا ہو تو کہلا نہیں تو ظالمون میں
کروں گا۔ یہ یہ مہدویہ صفحہ ۳۸ سطر ۲۲

اسے اور عالم میان نے ہتھکڑے کبیر میں لکھا ہو

کہ سید محمد جو نیوری نے ہم غیفر کے سامنے دعویٰ
کیا کہ حکم اللہ تعالیٰ کا اس بندہ کو ہوتا ہو کہ ایت
افن کان علی یقینہ فن شریہ آخر تک

خدا جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچائی
 دیکر بھیجا تا کہ تمام اویان باطلہ پر اس رسول
 کو فتح دے: اور مجھے حکم ہوا کہ فاصدح
 بجا توں یعنی جو تجھے حکم ہوتا ہو وہ کھول کر
 لوگوں کو سنا دے^۱ عجائز احمدی صفحہ ۱۵
 ۱۵ اب لکھو خدا نے میری وحی اور تعلیم اور میری
 بیعت کو فوج کی گشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے
 مداخلت ٹھہرایا۔ اربعین نمبر ۶ صفحہ ۶۔

۱۶ ماسوا اسکے یہ بھی تو سمجھو کہ صاحب شریعت
 کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند
 امر وہی بیان کیے اور اپنی امت کے لئے
 ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت
 ہو گیا پس اس تعریف کی رست بھی ہمارے
 مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی
 ہو اور نہی بھی مثلاً یہ الہام قل المؤمنین
 یغضوا من ابصارہم ویحفظوا فروجہم
 ذالک امر کی لہجہ اربعین نمبر ۶ صفحہ ۶۔
 ۱۷ انت منی بمنزلتہ توحیدی و تفیدی انت
 بمنزلتہ ولدی۔

خاص تیری ذات کے حق میں ہو جہنم اور مرد
 لفظ من سے الہن کان میں خاص ذات
 تیری ہو اور یہ بھی دعویٰ کیا کہ فرمان حقیقی
 کا ہوتا ہو کہ آیت تِلْكَ اٰیَاتُ الْكِتَابِ الَّتِي
 اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادٍ مِّنْ آخِرَتِکَ
 تیری قوم کے حق میں ہو۔^۱ الہدیہ صفحہ ۱۱۸
 میان خود میرا مادہ و جانشین شیخ جو پوری
 مکتوب ملتان میں لکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ در کلام
 تمہیں خبر داد تِلْكَ اٰیَاتُ الْكِتَابِ الَّتِي
 بَلَّغْنَا الْمَدِیْنِیْنَ صفحہ ۱۱۸ سطر ۱۱

۱۸ تصدیقِ مہدویت سید جو پوری کی فرض ہو
 اور انکار انگلی مہدویت کا کفر ہو۔^۱ الہدیہ صفحہ ۱۱۸
 ۱۹ عقیدہ شانزدہم یہ کہ مہدویت شیخ محمد صاحب
 جو پوری کو بنی بلکہ رسول صاحب شریعت
 تازہ جانتے ہیں۔^۱ الہدیہ صفحہ ۲۳ سطر ۲۳۔
 (چنانچہ) شواہد کے تیرھویں باب میں لکھا ہے کہ
 مہدویت اور نبوت میں نام کا فرق ہوا اور
 کام اور مقصود ایک ہے۔^۱ سطر ۱۴۔
 ۲۰ عقیدہ پنجم سید محمد جو پوری کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم کے فضل ہیں ابراہیم و موسیٰ و
عیسیٰ و نوح و آدم اور تمام انبیاء اور مرسلین
سے ہر یہ صفحہ ۱۱ سطر ۱۰

عقیدہ ہنرمند یہ کہ جو احادیث رسول خدا کے
اور تفاسیر قرآن اگرچہ کیسی ہی روایات
صحیحہ سے مروی ہوں لیکن شیخ جو پور کے
بیان اور احوال سے مقابل کر کے دیکھنا
اگر مطابق ان کے احوال کے ہو ورنہ
صحیح جاننا ورنہ غلط جانتا۔ ہر یہ صفحہ ۱۱ سطر ۱۹

مگر ہم بآداب عرض کرتے ہیں کہ پھر وہ حکم کا لفظ جو
مسیح موعود کی نسبت صحیح بخاری میں آیا ہو اس کے
ذرا مٹی تو کرین ہوتا تک یہی سمجھتے تھے کہ حکم انگو
کہتے ہیں کہ اختلاف رفع کر نیکی لئے اس کا حکم قبول
کیا جائے اور اس کا فیصلہ گو وہ ہزار حدیث کو بھی
موضوع قرار دے ناطق سمجھا جائے! عجاز احمدی سطر ۱۱
ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے
ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری حی
کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی
کی طرح پھینکتے ہیں۔ عجاز احمدی سطر ۱۱

حضراتِ ناظرین انصاف سے فرمائیں کہ شیخ محمد جو پوری اور انکی جماعت اور جناب مزار
غلام احمد صاحب قادیانی اور انکی جماعت کا دل باہم تشابہ ہیں یا نہیں؟ ضرور ہیں۔
اور لطف یہ ہو کہ دونوں ہی حضرات اپنے کو تمام انبیاء اور مرسلین سے افضل بتاتے ہیں
اس کا فیصلہ مشکل ہو کہ ان دونوں میں جل میں فاضل کون ہو اور مفضول کون

اللہ اعلم بالصواب

پھر مرزا صاحب صفحہ ۵ سطر ۱۶ میں لکھتے ہیں "ہاں وعید کی پیشینگوئیوں جیسا کہ اہم کی
پیشینگوئی یا احمدیہ کے داماد کی پیشینگوئی ایسی پیشینگوئیوں ہیں جنکی قرآن اور تورات کے رو سے
تاخیر بھی ہو سکتی ہو اور انکا التواء ان کے کذب کو مستلزم نہیں کیونکہ خدا اپنے وعید کے رکھنے پر اختیار
رکھتا ہو جیسا کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کا یہی عقیدہ ہو کہ یونس نبی کی پیشینگوئی جو عذاب کے لئے

چند رحمان
سولہ رحمان
سترہ رحمان
چھوٹ

تھی اسکے ساتھ کوئی شرط توبہ وغیرہ کی نہیں تھی تب بھی عذاب مل گیا کوئی مسلمان یا عیسائی نہیں کہ سکتا کہ یونس جھوٹا تھا۔ دیکھو کتاب یونہی اور درمنثور۔

اسی میں مرزا صاحب تین جھوٹ بولے پہلا جھوٹ یہ کہ وہ عید کی پیشینگوئی نہیں قرآن اور تورات کے لئے تائید بھی ہو سکتی ہے یہ کیسا گنہ اور بد چودار جھوٹ ہے قرآن کی کسی آیت اور تورات کی کسی باب میں ہرگز نہیں ہے کہ خدا عید کے پیش گوئی نہیں وقت سے تاخیر کر دیتا ہے خصوصاً وہ پیشینگوئی ان جنکو نبی اپنی نبوت کے ثبوت کے لئے اور معیار صداقت ٹھہرائے۔ اگر ایسا ہو تو بین جماعت احمدیہ سے پکار کر کہتا ہوں کہ وہ مرزا صاحب کے اس دعوے کو قرآن اور تورات پر ثابت کریں۔ دوسرا جھوٹ یہ ہے کہ مسلمان اور عیسائیوں کا یہی عقیدہ ہے یہ بھی کس قدر سیاہ جھوٹ ہے ہرگز یہ عقیدہ کسی دیندار مسلمان کا نہیں ہے بلکہ یہ عقیدہ محض مرزا صاحب اور ان کے حواریوں کا ہے۔ تیسرا جھوٹ یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی پیشینگوئی جو عذاب کے لئے تھی باوجود شرط توبہ وغیرہ ہوئی کہ بھی عذاب نکلایا یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ قرآن شریف کہ حضرت یونس علیہ السلام کی عذاب کے لئے کوئی پیشینگوئی معلوم ہوتی ہے اور نہ پیشینگوئی کو اپنے لئے معیار صداقت بتانا معلوم ہوتا ہے۔ پھر صفحہ ۲۷ میں لکھتے ہیں "اب کس قدر تعجب کی جگہ ہے کہ میرے مخالف میرے پڑے اعتراض کرتے ہیں جس کے روت انکو اسلام ہی سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے اگر ان کے دل میں تقویٰ ہوتی تو ایسے اعتراض کبھی نہ کرتے جنہیں دوسرے نبی شریک غالب ہیں اور پھر تعجب یہ کہ ہزار ہا پیشینگوئیوں پر جو بین صفائی سے پوری ہو گئیں انہیں نظر نہیں ڈالتے اور اگر کوئی ایک پیشینگوئی اپنی حاکت سے سمجھ میں نہ آئے تو بار بار اسکو پیش کرتے ہیں کیا یہ ایمان داری ہو اگر انکو طلب حق ہوتی تو لے لے انہیں اگر کسی تفصیل دیکھنا چاہیں تو فیصلہ آسانی حصہ سوم اور تتمہ فیصلہ آسانی حصہ اول اور تذکرہ یونس مصنف مفتی عبداللطیف صاحب حاتی ملاحظہ فرمائیں۔

ابن ہشام
ابن کثیر
ابن عساکر
ابن الجوزی
ابن الاثیر
ابن الجوزی
جھوٹ

انکے لئے طریقہ تصفیہ آسان تھا کہ وہ خود قادیان میں آتے اور میں انکی آمد و رفت کا خرچ بھی دیتا
 اور بطور ہمانو کے انکو رکھتا تب وہ دل کھول کر اپنی تسلی کر لیتے دو ریشٹے بغیر دریافت پوری حقیقت کے
 اعتراض کرنا بجز حماقت یا تعصب کے اور کیا اسکا سبب ہو سکتا ہو یہاں بھی حضرت تین جھوٹ
 فرمائے پہلا جھوٹ تو یہ ہے کہ مرزا صاحب کی طرح سے دوسرے بیونکی پیشینگوئیوں بھی جھوٹی ہوئیں
 اور پیشینگوئی کے جھوٹے ہونیکا جو اعتراض مرزا صاحب پر کیا جاتا ہو بعینہ وہی اعتراض اور انبیاء کرام پر بھی
 ہوتا ہو یا ہو سکتا ہو لیکن میں بادب عرض کرتا ہوں کہ ہرگز کسی نبی نے اپنی پیشینگوئی کو اپنے لئے
 میاں صداقت نہیں ٹھہرایا اور اگر ٹھہرایا ہو تو وہ نہایت صفائی سے پوری ہوئی بخلاف مرزا صاحب کے
 کہ وہ اکثر پیشینگوئیوں کو اپنے میاں صداقت ٹھہرا کر کے بھی ہمیشہ تاویلات فاسدہ کو پورا کیا کرتے ہیں دوسرا جھوٹ
 یہ ہے کہ ہزار ہا پیشینگوئیوں وقت پر جو عین صفائی سے پوری ہو گئیں مجھے سخت تعجب و افسوس ہے
 مرزا صاحب کی سمجھ اور عقل پر یادیدہ و دانستہ تمام لوگوں کے چشم بصیرت پر خاک ڈالنا چاہتے ہیں یا
 جھوٹ انکا شیوہ ہو گیا ہو میں دعویٰ کے ساتھ انکی جابحت سے کہتا ہوں کہ دو چار بھی پیشینگوئیوں
 مرزا صاحب کی بشرطیکہ وہ صاف ہوں اور صفائی سے اپنے وقت پر پوری بھی ہوئی ہوں ثابت
 کریں لیکن ناظرین اطمینان رکھیں کہ ہرگز وہ ایسا نہیں کر سکتے اور نہیں کریں گے چنانچہ جبے اصحاب
 نے قادیان کے بارہ میں پیشینگوئی کی کہ یہاں طاعون نہ ہوگا اسلئے کہ یہی رسول کا تختگاہ ہوا اس وقت
 سمجھا حضرات نے کہا کہ اب ضرور قادیان میں پلنگ ہوگا اسلئے کہ خدا جھوٹے کو رسوا کرتا ہو اور
 ایسا ہی ہوا جیسا کہ الہامات مرزا میں تفصیل سے مذکور ہے تیسرا جھوٹ یہ ہے کہ وہ خود قادیان آتے الخ
 افسوس سپر بھی مرزا صاحب پورے نہ اترے چنانچہ اجنوری ۱۲۹۳ء کو مولوی ثناء اللہ صاحب قادیان
 پہنچے اور مرزا صاحب کو خط لکھا کہ میں آپ کا بلایا ہوا آیا ہوں مجمع میں اپنی پیشینگوئیوں کو پیش کیے اور
 جوشہات انپر میں ظاہر کروں اُسے دفع کیجئے لیکن مرزا صاحب میدان میں نہ آئے اور گھر ہی سے

کاغذی گھوڑے دوڑاتے رہے چنانچہ مولوی شہار اللہ صاحب نے سارے خطوط اپنے اور ان کے مع مرزا صاحب
کی زبان و اذی اور خلق کو الہامات مرزا صفحہ ۱۰۱ میں درج کیا ہے جن میں مرزا صاحب حیرت انگیز حالات کی
سے اپنی پیشین گوئیوں کے پر تال سے بھاگتے ہیں اور قرار پر فرار کو ترجیح دیتے ہیں اور غصہ سے گالی گلوچ
سے ان کی همان نوازی کرتے ہیں جیسا کہ حالی نے اپنے اشعار میں مرزا صاحب کی اس حالت کا نقشہ دیا ہے
کبھی وہ گلی کی رگین ہیں ٹھٹھکتے + کبھی جھاگ پر جھاگ ہیں نھر پڑتے + کبھی خوگ ورسگ ہیں ٹکوتاتے
کبھی ماننے کو عصا ہیں اٹھاتے + ستون چشمہ دور ہیں آپین کے + نمونہ ہیں خلق رسول ہیں کے
پھر صفحہ ۶ سطر ۱۰ میں لکھتے ہیں ایسا ہی بعض مخالفوں نے حدیبیہ کے سفر پر اعتراض کیا کہ
یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی اور سفر طویل طویل دلالت کرتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کا
رجحان اسی طرف تھا کہ انکو کعبہ کے طواف کیلئے اجازت دی جائیگی جیسا کہ پیشین گوئی تھی سپر بعض بد بخت متد
ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ چند روز ابتلا میں رہے اور آخر اس لغزش کی معافی کیلئے کئی عامل
نیک بجا لائے جیسا کہ ان کے قول سے ظاہر ہے۔

یہاں میں پہلے حدیبیہ کے خواب کا اصل واقعہ لکھتا ہوں اُس کے بعد ناظرین کو مرزا صاحب کے
دہل اور جھوٹ کا پورا حال معلوم ہوگا۔

اصل واقعہ یوں ہے کہ سن چھ ہجری میں جناب سولہ اصلی اللہ علیہ وسلم مع جماعت کثیرہ صحابہ کرام
مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ عمرہ کے قصد سے تشریف لے چلے راستہ میں حدیبیہ (ایک جگہ کا نام ہے) پہنچا کرتے خواب
دیکھا کہ ہم بے خوف و خطر مکہ معظمہ میں داخل ہوئے ہیں اور زیارت بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ آپ نے اس
خواب کو صحابہ کرام سے بیان فرمایا صحابہ نے آپ کے مختصر بیان سے یہ سمجھا کہ اسی سفر میں ہلوگ کہیں
داخل ہو کر زیارت بیت اللہ سے مشرف ہونگے۔ چونکہ صحابہ کی ایک بڑی جماعت ہتھیار بند تھی
لہٰذا عموماً ایک خاص عبادت کا نام ہے۔

کہ کے لوگوں کو خوف ہوا اور حدیبیہ ہی میں اُن لوگوں نے اُنکو کہ جانے سے روکا اور فریقین میں صلح
 ہوئی اور سال آئندہ آنحضرت کا مع صحابہ کرام مکہ میں داخل ہونا صلح کی ایک شرط قرار پائی یہ
 صلح بظاہر دیکر معلوم ہوتی تھی اور چونکہ صحابہ عمرہ کے شوق میں چوتھے اسکے سوا جماعت کثیرہ تھیں
 بندہ جو شجاعت میں بھری ہوئی تھی اسلئے اُنکو یہ صلح ناگوار معلوم ہوتی تھی اور پاس اب
 سے کچھ بول بھی نہیں سکتے تھے مگر آنحضرت فداہ ابی دامتہ امیر میں تھے باوجود سخت شرائط کے
 بھی صلح منظور کر لی اور درحقیقت اس صلح سے بڑے بڑے فائدے مسلمانوں کے ہوئے بلکہ
 اس فتح مکہ کا پیش خیمہ یا مقدمہ بخش کہنا چاہیے چنانچہ پیچھے چل کر تمام صحابہ نے اس صلح کے فوائد پر
 اتفاق کیا چونکہ اُنکے خیال کے بموجب صحابہ کے تمام اُمٹوں کا خاتمہ ہوتا تھا اسلئے ہر آنے تھے جب
 آنحضرت نے مدینہ کی واپسی کا ارادہ کیا تو حضرت عمر پیش قدمی کر کے عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تو فرمایا تھا کہ ہم مکہ میں داخل ہو کر زیارت بیت اللہ سے مشرف ہونگے اور طواف
 کریں گے آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ ہاں کہا تھا مگر کیا اسی سال جانے کو کہا تھا حضرت عمر نے عرض کیا
 کہ نہیں اس سال کی تعیین نہیں فرمائی تھی تو ارشاد ہوا کہ ہمنے جانی کو کہا تھا سو جاؤ گے اور طواف
 کرو گے چنانچہ دوسرے سال میں اس پیشینگوئی کا ظہور ہوا اور آنحضرت کے ساتھ صحابہ مکہ میں داخل ہوئے
 اور سن آٹھ ہجری میں فتح مکہ ہوا اور شجاعان اسلام یعنی صحابہ کرام آنحضرت کے ساتھ تھیں ہر ایک مکہ میں
 داخل ہوئے۔ اس واقعہ سے اُمور ذیل معلوم ہوئے۔ (۱) آپ نے عمرہ کے قصد سے سفر کیا تھا اور حدیبیہ
 پہنچ کر خواب دیکھا تھا۔ (۲) آپ نے ہرگز نہیں فرمایا تھا کہ یہ پیشینگوئی اسی سال پوری ہوگی۔ (۳) جب
 آنحضرت حضرت عمر نے پوچھا اور آنحضرت نے فرمایا کہ ہمنے اسی سال کیا مکہ میں داخل ہونیکو کہا تھا تو
 حضرت عمر کا یہ کہنا کہ نہیں اس سال کی تعیین نہیں فرمائی تھی صاف بتا رہا ہو کہ آنحضرت کے کسی
 قول یا فعل یا اشارہ سے بھی اس سال کی تعیین نہیں پائی جاتی ورنہ حضرت عمر اسکو ضرر عرض کرتے

مگر ایسا نہیں کہا تو معلوم ہوا کہ اس سال کی تعیین کا سمجھنا صحابہ کا اپنا خیال اور گمان تھا یہاں
مرزا صاحب نے جھوٹ کا طومار باندھا ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

۲۵/۱۰
۲۵/۱۰
۲۵/۱۰
جھوٹ

پہلا جھوٹ یہ ہے اور ایسا ہی بعض مخالفوں نے حدیبیہ کے سفر پر عرض کیا ہے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی
سیرج جھوٹ ہے پوچھا تو حضرت عمرؓ نے کیا وہ مرزا صاحب کے نزدیک مخالفین اسلام میں تھے نعوذ باللہ
دوسرا اور تیسرا جھوٹ "اور سفر طویل دلالت کرتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت
کا رجحان اسی طرف تھا کہ انکو کعبہ کے طواف کے لئے اجازت دی جائیگی جیسا کہ پیشگوئی تھی" اولاً
آنحضرت کا سفر پیشگوئی کی وجہ سے نہ تھا بلکہ عمرہ کے لئے تھا جیسا اوپر گذرا کیونکہ بقول محققین علمائے خوب
حدیبیہ میں حضور نے دیکھا تو آب پیشگوئی کے بنا پر آپ کا سفر کمزور ہو سکتا تھا البتہ سفر کے بعد حدیبیہ
میں یہ پیشگوئی حضور نے فرمائی ثانیاً حضور کی پیشگوئی ہرگز یہ نہیں تھی کہ ہم اس سال مکہ میں داخل
ہونگے نہ آپ کے کسی فعل اور اشارہ سے سمجھا گیا یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتہام ہے۔ نعوذ باللہ۔

چوتھا جھوٹ "اسپر بعض بد بخت مرتد ہو گئے" صحابہ میں سے کوئی شخص ہرگز اسکی وجہ سے مرتد نہیں ہوا
اور نہ مرتد ہونکی کوئی وجہ تھی اسلئے کہ یہاں تو سیادت صاف تھی نہ تاویل تھی نہ کوئی تازہ لہام مر جھٹکا
کہ یہ کہنا صحابہ پر اتہام ہو ورنہ جماعت احمدیہ مجھے نام بتائے کہ کون صحابہ اسکی وجہ سے مرتد ہوئے۔

پانچواں اور چھٹھا جھوٹ "اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ چند روز ابتلا میں رہے اور آخر اس
لغزش کی معافی کے لئے کئی اعمال نیک بجالائے" یہ بالکل از سر تا پا غلط اور جھوٹ ہے نہ حضرت عمرؓ
اسوجہ سے کبھی ابتلا میں رہے اور نہ اس لغزش کی وجہ سے کوئی عمل نیک بجالائے۔ ہاں چونکہ صحابہ
آنحضرت کا ادب بہت کرتے تھے جیسا حدیث میں آیا ہے اور اس میں وہ آپ ہی اپنی نظیر تھے اسلئے
حضرت عمرؓ پیش قدمی کر کے پوچھنے سے ناوم اور پشیمان ہوئے ہوں اور اس لغزش کی وجہ سے
کچھ اعمال نیک بجالائے ہوں تو یہ ہو سکتا ہے۔

پہل بات یہ ہو کہ مرزا صاحب یہ چاہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئیوں
(جو نہایت صفائی سے اپنے وقت معینہ پر پوری ہوئیں) پر پردہ ڈال کر اپنی جھوٹی پیشگوئیوں (جو مرزا
صاحب کے تاویلات کے بعد بھی وقت پر پوری نہ ہوئیں) سے جاملائیں مگر یاد رکھیں کہ مصرع
این خیال ست محال ست جنون

اگر ناظرین اس پیشینگوئی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تفصیل سے دیکھنا چاہیں تو
حصہ دوم فیصلہ آسمانی ص ۲۳-۲۴ مطبوعہ بار دوم ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا صاحب صفحہ ۶ سطر ۲۲ میں لکھتے ہیں "میں نے بجز کمال یقین کے جو میرے دل پر محیط کیا
اور مجھے نور سے بھردیا اس رسمی عقیدہ کو نہ چھوڑا حالانکہ اسی براہین میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا تھا اور
مجھے خاتم الخلفاء ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تو ہی کسریلیب کریگا اور مجھے بتلایا گیا تھا
کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہو اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہو کہ هو الذی ارسل
رسوله بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ افسوس ہو کہ مرزا صاحب جھوٹ پر جھوٹ
کے چلے جاتے ہیں خلق سے شرماتے ہیں خدا سے خوف کرتے ہیں مرزا صاحب کے ماننے والے تو انکا نام غلام احمد رکھا تھا یہی
نام آپ کا کہنے لگا کیا خدا اعرس پر آپ کا نام عیسیٰ کہا حضرت ناظرین اس طرح محمد جو نبی نے بھی کہا کہ میرا نام جو حقے آسمان پر سید مبارک
چنانچہ شواہد الولاایت کے پندرہویں باب میں لکھا ہو کہ میرا ان (شیخ محمد) نے خوند میرا (امام شیخ) کو کہا کہ تیری
خبر حق تعالیٰ نے اپنے کلام میں دی ہو کہ اللہ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورٍ ہِکَ مَشْكُوۡرٌ -
سینہ خوند میری تھا مصباح تجلی حق تعالیٰ المصباح فی نزاجہ دل خوند میرا الزجاجة کا تھا
کوکب درمی یوقد من شجرة مباركة شجرة ذات خاص بندہ کہ چوتھے آسمان پر نام بند کیا سید
مبارک ہے الی آخر الصفوات۔ ہدیہ صفحہ ۲۰ تعجب ہے کہ شیخ بنی بی بی مبارک کہ کو سید مبارک کیونکر کہدیا۔
یہ خدا پر افترا ہو کہ "میرا نام عیسیٰ رکھا گیا" اس لیے اس کلام میں یہ پہلا جھوٹ ہے اب دوسرا جھوٹ

دیکھئے تب مجھے خاتم الخلفاء ٹھہرا گیا اس طرح اسکے شیخ جو پوری نے بھی اپنے کو خاتم الاولیا کہا ہو مگر جبے تو جبے چھوٹے
 بھان اللہ انھوں نے ولایت کا خاتمہ کیا تھا تو انھوں نے خلافت کی خاتمہ کر ڈالا لیکن رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے خلفائے اسلامی فتوحات کی توسیع کی دُنیا میں اخلاق محمدی کو پھیلایا حد و تغیر جاری کیے
 انکی صداقت اور راست بادی اور صفائی معاملات کو دیکھ کر جو کہ جو غیر قومین دائرہ اسلام میں
 داخل ہوئیں لوگوں کے راحت رسانی کے اسباب بنیا کیے وغیرہ وغیرہ اب حضرت مرزا صاحب کوئی کچھ
 کہ اپنے اسکے سوا کیا کیا کہ مسلمانوں میں تفرقہ ڈال کر ایک جماعت اپنی بنالی افسوس تھوڑے تبدیل کے بعد
 مولانا روم کا یہ شعر مرزا صاحب کے حسب حال ہے ۵

گندہ کذب او جہان را گندہ کرد کذب او دیباے دین را ز گندہ کرد

اب قیس جھوٹ کو ناظرین ملاحظہ فرمائیں "تو ہی کس صلیب کریگا" افسوس اگر مرزا صاحب کے ذات
 صرف یہی کام ہوتا تو یہ کہنے کو ہوتا کہ مرزا صاحب بھی کسی کام کے آدمی تھے شیخ جو پوری نے تو دھما
 رکن و مقام کے حرم محترم میں چپکے سے دو آدمی کو ساتھ لجا کر دعویٰ کیا اور دونوں نے تصدیق کی کاش
 مرزا صاحب بھی ایک لکڑی کی صلیب بنا کر اُس کو توڑ لیتے اور فرماتے کہ یہی کس صلیب ہے تو خیر ٹوٹا تو ہوتا
 مگر تو شیخ جو پوری سے بھی پیچھے رہ گئے۔ کیا جماعت احمدیہ بتا سکتی ہو کہ کتنے عیسائی، یہود، آریہ، مرزا
 صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔

اس سے تو علمائے اسلام اور بزرگان دین ہی اچھے ہیں کہ اُنکے مبارک ہاتھوں پر سیکڑوں
 بلکہ ہزاروں غیر قوموں نے توبہ کی اور مسلمان ہوئے کیا خاتم الخلفاء اور کس صلیب کی کام تھا کہ تمام عمر اپنے
 فضول دعوؤں میں جھگڑتا رہے اور ہزاروں روپے مسلمانوں سے لیکر اپنے خیالات فاسدہ کی اشاعت
 کرتا رہے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالے اور تمام مسلمانوں کی کافر و غیرہ ناشائستہ الفاظ سے توہین کرے
 اب چوتھے جھوٹ کو دیکھئے اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا ذکر تو قرآن اور حدیث میں کہیں بھی نہیں ہاں جب مرزا صاحب کی شان پر یہ
 گاہ موسیٰ گاہ عیسیٰ گاہ خسرانیا گاہ ابن اللہ گاہ ہے خود خدا خواہ شدن
 تو انکا ذکر قرآن میں کیا تمام کتب آسمانی میں ہو سکتا ہے۔

ان سب بڑا اور تاریک جھوٹ مرزا صاحب کا ہیں پانچواں جو وہ یہ کہ سطح شیخ جو پوری
 اپنے لیے بعض آیات قرآنی کو مخصوص کرتا ہے سطح مرزا صاحب جو آیت قرآن مجید میں خاص آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہے اُسکو اپنے لیے مخصوص کرتے ہیں کبریت کلمۃ تخرج من افواہہم
 بڑا بول ہے جو انکے منہ سے نکلتا ہے۔ اور یہ کہتے ہیں ”اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہو جو اللہ فی رسل
 رسولہ بالہدیٰ و دین الحق لیظهرہ علی الدین کُلہ“ یعنی وہ ایسا عزیز اور غالب ہے جسے اپنے
 رسول کو ہدایت اور سچا دین کی بھیجا تاکہ تمام ادیان باطلہ پر اس کی فتح ہو اور اُس پر سیدہ زوری کہ تو
 ہی اسکا مصداق ہو یعنی سوا تیرے اور کوئی اسکا مصداق نہیں تیرہ سو برس پہلے جناب مرزا ہی
 صاحب کے لیے یہ آیت نازل ہوئی۔ انکی جماعت مجھے بتائے کہ خدا نے کس ہدایت اور دین کو دیکر
 رسول بنا کر مرزا صاحب کو بھیجا اور انکا دین تمام ادیان پر غالب کیا اگر یہ دین اسلام ہے تو اُسے
 مرزا صاحب جیسے رسول کی حاجت نہیں اُسکو خدا نے تیرہ سو برس پہلے کامل کمال و اس کے
 احکام کو غیر نسخ بنا کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا تھا اور اگر اس کے سوا کوئی دوسرا دین
 مرزا صاحب کی نیار بجا کردہ اور ساختہ ہو تو اُسے بتائیں اور اس کے ساتھ یہ بھی بتائیں کہ انکا بجا کردہ
 دین مردود دین اسلام پر بھی غالب کیا فعوذ باللہ ان الدین عند اللہ الا سلام فمن یبتغ غیر
 الا سلام یدثر ثیابہ یقیل منہ یعنی ارشاد خداوندی ہو کہ خدا کے ہاں مقبول دین اسلام ہی ہے
 جو اس کے سوا اور دین ڈھونڈھے تو وہ ہرگز مقبول نہیں۔

پھر مرزا صاحب صفحہ ۱۱۱ میں لکھتے ہیں ”پھر میں قریباً بارہ برس تک ایک مانہ دراز ہوں

بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شہادت سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے
اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جابر صاحب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آگیا
کہ میرے پہلے حقیقت کھول دیا جائے تب تو اس سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح
موعود ہو پس جب اس بارہ میں اتنا تک خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا فاصدع بذا تو مس
یعنی جو تجھے حکم ہوتا ہو وہ کھول کر لوگوں کو سنا دے ائمہ

مجھے مرزا صاحب پراسس ہو کہ انکا عمل سپرد صریح بھیجا باش و ہر جہ خواہی گو کہ مرزا صاحب
جیسے رسول ہیں و یا ہی انکا خدا بھی نہ وہ اسکی سنتے ہیں نہ یہ انکی بھلا جب بارہ برس تک زحمت
نے دنا تو اسے کیا پڑی تھی کہ خواہ مخواہ بھی مرزا ہی کو مسیح موعود بنائے بغیر نہ رہا۔

حضرات ناظرین دیکھیں کہ اس جھوٹ کا کچھ ٹھکانا ہو کہ بارہ برس تک مرزا صاحب کو
الہام ہوتا رہا کہ تو عیسیٰ خاتم الخلفاء رسول وغیرہ وغیرہ ہو یا بتاک کہ بڑی شہادت سے حکم ہوا کہ تو
مسیح موعود ہو مگر مرزا صاحب نے پڑنے اور اپنے رسمی عقیدہ پر چمکے اور انکا خدا خود شامین کرتا تھا اور کہتا تھا
کہ صریح سب کچھ سنی پر ایک نہیں کی نہیں سی ہو جب خود شامہ صحت تو اسکو پہنچی تب آپ نے مانا۔

شاباش مرزا صاحب آپ کا کیا کہنا یہ کیسا دوش بے فروغ ہو۔ کیا کسی سچے نبی کی شان ہو سکتی
ہو کہ باوجود زمانہ دراز تک بار بار الہامات ہونیکے بھی اپنے جھوٹے اور رسمی عقیدہ پر جابر اور برابر بارہ برس
تک ایک تخت براہین میں جھوٹ کی اشاعت کرتا رہے صریح این کار از تو آمد و مرزا چنیں کند
اسمیں یہ پہلا جھوٹ تھا اب ناظرین دوسرا جھوٹ سنیں۔

تجربہ اس بارہ میں اتنا تک خدا کی وحی پہنچی ائمہ حضرات مرزا صاحب کی اس دیر کی کھینچ
کہ دو چار دس بیس وحی الہی پر وہ ایمان نہ لائے جب تک اتنا کہ نہ پہنچی صریح عجائبات تھی اس میں حیرت ہو جاتی
اس بارہ میں صریح کو تو ہم کیا کہنا ہو انکا صریح یہ ہے حضرت حسین کی شان میں کہا ہو صریح عجب عاشق اس دلیں محبت
آہ تو ایسی ہو۔

مگر اسکو تو بتایا ہوتا کہ اُنکے نزدیک اتہا کیا ہے اگر اتہا اسکا نام ہو جیسا وہ آگے چلکر لکھتے ہیں اور میرے
 ولیمین روز روشن کی طرح یقین بیٹھا دیا گیا تو میں پوچھتا ہوں کہ جب سبیس وحی میں مرزا صاحب کی
 یقین نہ ہوا اور زمانہ دراز تک سوسہ شیطانی سمجھکڑا لے رہے اور رسمی عقیدہ چرتے رہے تو سبکی کے خبر
 ہو کہ اب بھی اُنکا جس بات پر یقین ہو وہ بھی کہیں اضغاث احلام نہ ہو۔ اور ایسا ہی ہے۔

یہاں دوسوہ شیطانی کا لفظ جو میں نے لکھا ہے وہ اپنی طرف نہیں لکھا ہے بلکہ اُنکے بڑے مرشد مدی
 مود شیخ محمد جو پوری نے کہا ہے چنانچہ مطلع الولاہیت میں لکھا ہے کہ اول بارہ برس تک مرا آئی ہوتا رہا
 اور میراں دوسوہ نفس و شیطانی سمجھکڑا لے رہے اور بعد بارہ برس کے خطاب باعتبار ہو کہ ہم روبرو
 سے فرماتے ہیں اور تو اسکو غیر اللہ سے سمجھتا ہے بعد اُسکے بھی شیخ موصوف اپنے عدم لیاقت وغیرہ کا عذر
 درمیش کر کے اٹھ برس اور ملتے رہے بعد بیس برس کے خطاب باعتبار ہو کہ قضائے اسی جاری ہو چکی
 اگر قبول کر گیا مجبور ہو گا ورنہ مجبور ہو گا "ہدیہ مدویہ صفحہ ۲۲۱ سطر ۱۱ حضرات ناظرین باہم دل کا منشا ہونا
 اسے کہتے ہیں کذا قال الذین من قبلہم قتل قلوبہم تشابہت قلوبہم قد بینا الایت لقوم یوقنون۔
 ترجمہ سطح جو لوگ انہیں پہلے گزرے ہیں انہیں جیسی باتیں وہ بھی کہا کرتے تھے
 ان کے دل ایک ہی طرح کے ہیں جو لوگ یقین رکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ان کو تو ہم نئی نشانیاں
 صاف طور پر دکھا چکے۔

مرزا صاحب پودھوین صدی کے مسیح ہو تیار اور چالاکتے پہلے بارہ برس کے بعد ہی قبول کر لیا اور
 دوسرے اٹھ برس پر نہ ٹالا اور اپنے خدا کو زیادہ خوشامد سے رہائی دی۔ مآقد روالہ حق قدرہ۔ تعالیٰ
 عن ذلک علوا کبیرا۔

معزز ناظرین اب کہانتاک میں آپکی شمع خراشی کر دیں اور آپ کا عزیز وقت ضائع
 کر دیں مرزا صاحب کی تو تمام عمر یہی مشغلہ رہا "شستہ نمونہ از خروالے" ہو ورنہ صرف اس کتاب میں

مرزا صاحب نے سیکڑوں جیونٹ لکھے ہیں اور افسر اسے اسکو بھر دیا ہو آپ خود خیال فرمائیں کہ جب سات صفحے
میں موتی موتی اور سرسری نظر میں تینتیس جھوٹ ہوئے اور یہ کتاب شہر لیکر نئے صفحے کی ہو تو اس حساب سے
سیکڑوں جیونٹ سہین کننا بالکل سمجھ ہو اور غور سے تنقیح کیجائے تو انکا شمار انسانی طاقت سے بالا ہو گا۔
آب میں معرزا ناظرین کی توجہ کو مرزا صاحب کے قصیدہ اعجاز کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں
مرزا صاحب نے اس قصیدہ کے نسبت لکھے ہیں سو میں نے دعا کی کہ اے خدا کے قدیر مجھے نشان کے طور پر
ترقیق دے کہ ایسا قصیدہ بناؤں اور وہ دعائیری منظور ہو گئی اور روح القدس سے ایک خارق عطا
مجھے تائید ملی اور وہ قصیدہ پانچ دن میں میں نے ختم کر لیا: اعجاز احمدی صفحہ ۳۶۔

اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں (۱) مرزا صاحب نے خدا کے قادر سے نشان نبوت کیلئے دعا کی
اور وہ عطا ہو گئی مقبول بھی ہو گئی (۲) اور روح القدس سے ایک خارق عادت انکو تائید بھی ملی۔
پھر صفحہ ۵۰ سطر ۲۰ میں لکھتے ہیں اب تک اصل معاد ۲۰۰ نمبر سے شروع ہو گئی ہیں اس نمبر سے
تک اس معاد کا خاتمہ ہو جائیگا۔ حضرت ناظرین اسکو دیکھیں کہ یہ کیسے سچ نبی کی شان ہو یا مفسری
انسان کا تصور جس نبی کو مقبول دعا کے بعد نشان کے طور پر ایک معجزہ ملا پھر اسکو روح القدس سے
ایک خارق عادت تائید بھی ملی اسکے ساتھ ہی وہ اپنے مخاطبین کو جواب کیلئے زیادہ سے زیادہ میں دن
کی ہمت دیتا ہو اور کہتا ہو کہ "پس میرا حق ہو کہ جحدہ خارق عادت وقت میں یہ اُردو عبارت اور
قصیدہ تیار ہو گیا ہے میں اسی وقت تک نظیر پیش کرنے کا ان لوگوں سے مطالبہ کروں گا۔"
کیا مرزا صاحب کی مثال انبیاء سابقین کی پیش کر سکتے ہیں کہ اتنے جَد و جہد کے بعد ایسا انکو
(معجزہ عطا ملا) معجزہ ملا ہو اور مخاطبین کو انھوں نے معارضہ کیلئے ایسے تنگ وقت کا پابند کیا ہو
کیا حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی سورہ دو گھنٹہ میں اُتری اور حضور نے
مخاطبین کو معارضہ کیلئے دو یا چار گھنٹہ کا وقت دیا؟ نہیں۔

مجھے مرزا صاحب کی سمجھ اور انکے ماننے والوں کی عقل پر حیرت کیسی تھی کہ جب ان کو کون
کے طور پر قصیدہ مجزہ دیا گیا اور روح القدس سے خارق عادت تائید ملی پھر ایسی گھبراہٹ کیوں ہو
کہ لوگوں کو بیس دن میں معارضہ کیلئے پابند کرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سارا مجزہ اور عاودہ
روح القدس اور خرق عادت سب کے سب بھاڑے کے چند روزہ تھے اور مرزا صاحب کو خوف و تنگی
تھا اور اپنی کمزوری کو خوب جانتے تھے اور معارضہ کے روز بد سے اُن کا دل دھڑکتا تھا۔ کاش کم سے کم اپنی
زندگی ہی تک وقت کی توسیع فرماتے یا مخاطبین کی حیات تک خیر ایک بات تھی۔ لیکن بفضلہ
وقت کے اندر ہی علماء نے مرزا صاحب کا پھپھانا چھوڑا جیسا کہ حصہ اول میں دکھایا گیا ہے۔

مرزا صاحب لکھتے ہیں ”دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ آج کی تاریخ سے میں
نشان پر حصر رکھتا ہوں اگر میں صادق ہوں اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں صادق ہوں تو کبھی ممکن نہیں
ہوگا کہ مولوی ثناء اللہ اور ان کے تمام مولوی پانچ دن میں ایسا قصیدہ بنا سکیں اور اردو مضمون کا رد
لکھ سکیں کیونکہ خدا تعالیٰ ان کے قلم کو توڑ دیگا اور ان کے دلوں کو غمی کر دیگا“ ضمیمہ صفحہ ۳۰۔ سطر ۸۔

اب حضرات ناظرین انصاف دیکھیں کہ مخاطب تو تمام مولوی ہیں خواہ عربی ہوں یا عجمی
اور وقت ایسا تنگ صرف نہیں ن ہیں جواب مرزا صاحب تک پہنچنا چاہیے آپ اس کی اشاعت کے لیے
تمام یورپ، ایشیا، افریقہ، تینوں عظیم کو چھوڑ کر صرف ہندوستان ہی کو لے لیجیے کہ ہندوستان میں تمام
مولویوں نے پاس ہر شہر اور قصبہ اور دیہات میں میں میں اس رسالہ کا پہنچنا غیر ممکن ہو پس اسکا
جواب لکھنا اور چھپوانا اور مرزا صاحب تک پہنچنا تو محال ہو۔ اس فیاضی کا مرزا صاحب کی کیا شکرت
ادایا جائے۔ ناظرین یہ ہیں مرزا صاحب کی چالاکیاں جن سے وہ اپنے معجزہ اور بیشیگونیوں کو ہمیشہ
پورا کیا کرتے ہیں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ مرزا صاحب ان دشواریوں سے ناواقف تھے؟ نہیں ہرگز نہیں
بلکہ یہ وہ دانستہ اُنھوں نے ایسا تنگ وقت دیا تھا اور دُنیا کے چشم بصیرت پر خاک ڈالنا چاہتے تھے۔

آج آپ فرمائیں کہ کیا سچے نبی اور خدا کے مبعوث مسیح علیہ السلام کی یہ شان ہو سکتی ہو؟ نہیں۔
مرزا صاحب لکھتے ہیں اور وہ قصیدہ پانچ دن میں ہی میں نے ختم کر لیا کاش اگر کوئی اور
شغل مجبور نہ کرتا تو وہ قصیدہ ایک دن میں ہی ختم ہو جاتا۔ صفحہ ۳۶، سطر ۳۔ پھر حاشیہ میں لکھتے ہیں
”اصل تالیف کا زمانہ تو محض تین دن تھے اور دو دن باعث حرج اور زائد ہو گئے۔“

اگر مرزا صاحب ہی کا فرمان تسلیم کیا جائے اور پانچ دن میں دو دن اور ضروریات زندگی
اور حرج کے لئے جائیں اور محض تین دن میں مرزا صاحب کا قصیدہ لکھنا مان لیا جائے تب بھی
اس میں اعجاز کی اور خرق عادت کی کیا بات ہو اعجاز اور معجزہ تو اسے کہتے ہیں جو انسانی طاقتوں سے
بالا تر ہو اور کسی طرح انسان کی قدرت اور قوت سے خارج نہیں اسلئے کہ آج مجھے تاریخ بتلا رہی
ہو کہ عرب و عجم میں بہت ایسے اساتذہ گذرے ہیں جنہوں نے ارتجالاً یعنی فی البدیہہ قصیدے اور
مقامات ایک مجلس میں لکھنے والے قیس بن ساعدہ کے حالات پر نظر ڈالیے اور اس کے خطبوں پر
غور فرمائی اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھئے کہ کیسے کیسے پر مغز نظم و شعر ہیں اور موتیوں کی لڑی کی طرح اس کے
کلمات نظم معلوم ہوتے ہیں بحفاظت سب سے کا آخر قصیدہ یاد کا زمانہ ہو جسے اس کے مولف نے ارتجالاً ایک ہی
مجلس میں کہا ہو نہ وہاں کچھ سوچنے کی ضرورت تھی نہ غور و فکر کی حاجت۔ اس طرح بیع الزمان ہمدانی
اور اس کے قرین کے حالات پر نظر ڈالیے اور عجائبات صنعت اللہ پر ایمان لائے شعراء اور خطباء، ناظم
ناشر عرب میں ایسے ایسے ایک و نہیں بلکہ سیکڑوں صفحہ ہستی پر موجود ہوں اور ہوتے رہیں گے۔

مرزا صاحب کا قصیدہ پانچ سو شعر کے کچھ زیادہ ہو اب بقول مرزا صاحب کے اصل تالیف کا زمانہ
اگر تین ہی دن خالص رکھے جائیں تو یومیہ پونے دو سو شعر ہوتا ہو اور چوبیس گھنٹہ پر اگر ۷۵۰ کو تقسیم
کرین تو فی گھنٹہ ساٹھ سات شعر سے کچھ کم ہی ہوتے ہیں اور چنانچہ مرزا صاحب نے اپنی دیگر ضرورتوں
سے خالی کر کے تین دن بتایا ہو اسلئے مجھے حساب میں پورے چوبیس گھنٹے اعتبار کرنے ضروری ہیں بحال

فی گھنٹہ ساڑھے سات شعر لکھ لینا کیا کوئی خرق عادت ہو یا انسانی طاقت بالاتر ہو؟ آپ شعرا ماہرین کے حالات پر نظر ڈالئے بہت ایسے مینکے جنھوں نے فی البدیہہ ساٹھ اور ستر بلکہ سو اور اس سے زیادہ شعرا لکھنا ہیں۔ ہندوستان اور فارس اور عرب میں اب بھی اُردو، فارسی، عربی کے ایسے شعرا بہت موجود ہیں کہ جن فی گھنٹہ تیس چالیس شعر کہہ لیتے ہیں۔ پھر کونسی بات مرزا صاحب نے خارج از طاقت انسانی دکھا دی جسکی بنا پر آج وہ دعویٰ نبوت یا اعجاز کرتے ہیں۔

ناظرین آپ اپنے ہاں کے شعرا میر، مومن، آتش، ناسخ، غالب، ذوق کو دیکھئے اور انکی قوت ہمارت و فکر شعر کو دیکھئے کہ کیسے کیسے عجوبے ان سے ظہور میں آئے۔

اگر مرزا صاحب قصیدہ ان تمام اغلاط سے جو ابطال اعجاز کے حصہ اول میں دکھائے گئے ہیں۔ پاک اور منزعہ بھی تھوڑی دیر کیلئے تسلیم کر لیا جائے تب بھی اُنکو عربی شعراء اور ادباء ماہرین کی صف اول میں کھڑے ہونیکے لیے جگہ نہیں مل سکتی اور نبوت کا مقام اور مسیحیت کی کرسی تو اس سے کہیں بالاتر ہے فی گھنٹہ ساڑھے سات شعرو کا کہ لینا اور وہ بھی کسی شکل بحر اور شکل قافیہ میں نہیں نہ کسی سختی پر عربی دان جسے معمولی استعداد ادب کی ہو جانتا ہو کہ حرف را لام میم دال پر اشعار کہنا کس قدر سہل ہو اور وہ بھی بحر طویل اور قافیہ موجودہ میں کہ وہ آسان ترین بحرون اور قافیون سے ہو پھر سپہی مقدار میں قصیدہ لکھ لینا کیا کوئی کمال ہو سکتا ہو؟ اور بالفرض اگر کمال ہی ہو تو کیا انسانی طاقت سے خارج اور معجزہ ہو سکتا ہو؟ نہیں ہرگز نہیں۔

ناظرین اگر انصاف غور کریں تو کسی طرح مرزا صاحب کو اس پٹ فارم پر ہرگز جگہ نہیں مل سکتی کہ کسی زمانے میں بیفیع الزمان ہدائی، صاحب بن عباد، جبار اللہ، مخشیری، ابوتام طائی، فردوق جمیل، کثیر، حمیر، نصیب غیرہ شعرا و خطباء جلوہ فرماتے۔ کیا مرزا صاحب ایسی ضعیف قوت شاعرانہ لیکر آج اس پارلیمنٹ کے ممبر ہو سکتے ہیں جسکے نامور ارکان کسی وقت میں امر القیس، لبید بن ابی ریحہ، قیس بن سعدہ،

طریقہ ابن العید زہیر بن ابی سلمیٰ کعب بن زہیر حسان بن ثابت، سمول بن عادی وغیرہ وغیرہ تھے۔
 نظم و شعر کوئی نیا فن کوئی جدید صنعت نہیں کہ جس میں ایسے ایسے ناتوان اور کمزور بھی ہل من مباد
 کاڑھ کا بجا سکیں اس دشت میں تو ایسے ایسے شیر زربل سے موجود چلے آتے ہیں کہ انکے سامنے آتے ہوئے
 آج برون کے پتے آب ہو کر بہ جاتے ہیں۔ اور ان بچارے مرزا صاحب پنجابی کی کیا حقیقت ہو۔

بالفرض اگر مرزا صاحب کی خاطر تھوڑی دیر کے لیے ہم تسلیم کریں کہ آپ عربی کے اچھے ادیب
 اور شعر و نظم کے ماہر ہیں اور قصیدہ بھی جلد لکھ ڈالا کیونکہ کسی فن کا ماہر جس مدت میں اس فن کو عمدگی سے
 دکھلائے نگاہ دوسرا نہیں ظاہر کر سکتا تو کیا اس سے مرزا صاحب سول اور نبی ہو گئے اور انکو سزاوار ہوا
 کہ اس بنا پر وہ دعویٰ نبوت کریں اور اگر ایسا ہو تو اسکے سزاوار اول تو وہ سرتاج ادبا و خطباء ہیں
 جنہوں نے اس فن میں وہ کمال اور مہارت دکھلائی کہ آج اس فن کے جاننے والے انکی پیروی
 کو اپنا فخر سمجھتے ہیں اسکے سوا مرزا صاحب کے قصیدہ میں اعجاز کی کیا بات ہو کیا اس میں کوئی قانون ہے
 نہ وعظ و حکمت کی باتیں ہیں سب کچھ بھی نہیں ہاں اپنی تعلیٰ ہو اور دوسروں کی ہجو فلاں ایسا اور فلاں
 ایسا اور میں ایسا اور میں ویسا سوا اسکے ناظرین دیکھ ڈالیں کہ تمام قصیدہ میں اور کیا دھرا ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہ قصیدہ مجوزہ ہو نہ اس میں اعجاز کی کوئی شان ہو اور نہ اس میں اسکی قابلیت ہو مگر چونکہ
 ابطال اعجاز کے حصہ اول میں قصیدہ کا وعدہ کیا گیا تھا اور جماعت احمدیہ کے اسلاف و کزاف کو جو یہ
 لوگ مرزا صاحب کے قصیدہ کے متعلق کہتے ہیں بند کرنا تھا ایسے میں نے ایک عجیب غریب قصیدہ اہل علم
 کی خدمت میں پیش کیا جو بہت وجہ سے مرزا صاحب کے قصیدہ سے برتر اور اعلیٰ ہوا اسکے ساتھ
 دعویٰ اعجاز ہو نہ تحدیٰ اور نہ یہ دعویٰ ہو کہ یہ قصیدہ تمام شعراء متقدمین سے بڑھ کر ہو اور نہ آج اسکا
 پایہ فرزدق اور ابو تمام کے اشارت تک پہنچتا ہو مگر ناظرین پر یہ ظاہر کر دینا ضرور ہو کہ مرزا صاحب کا قصیدہ
 اتنی بھی وقعت ادیب کی نگاہ میں نہیں رکھتا ہو کہ جیسے معمولی قصیدے ادبا کے ہوا کرتے ہیں یا وہ

اعلیٰ درجہ کا کلام ہونا تو دور بلکہ بہت بعید ہی اور اعجاز نبوت کی تو بہت بڑی شان ہے۔
 قبل اسکے کہ میں مرزا حبیب قصیدہ کے مقابلہ میں اس قصیدہ کے وجوہ بلاغت اور اسباب تہجیح
 کو عرض کروں یہ ملاحظہ کر دینا ضرور ہے کہ ہر زبان کی فصاحت اور بلاغت اور اس کے محاورات اور اقوال
 کے علم کے لئے اُسی زبان کے ماہرین اور واقفین کا قول ماننا ضرور ہے جو اُس زبان کے ممبر اور امام ہیں
 نہ اس میں عقل و قیاس کو کچھ دخل ہو نہ غیر زبان والوں کو اس میں دست اندازی کا کوئی حق۔ اور اس طرح
 ہر فن اور صنعت کیلئے اُس کے فن دان کے اقوال اور قوانین کا لحاظ ضروری ہے۔ جس طرح فن طبابت میں
 ماہرین فن انجینیئرنگی اس طرح بے اعتباری ہو جیسے کسی گنوار جاہل ان پڑھ کی ہوتی ہے۔
 ایسا ہی عربی زبان دانوں میں عرب علماء کے اقوال کو ماننا فرض اور لازم ہو گا خواہ وہ مسلمان
 ہوں یا کافر مرد ہوں یا عورت اور اس وجہ سے متقدمین نے قواعد نحو، صرفیہ، لغویہ وغیرہ میں
 ہمیشہ انھیں عرب خالص کے اقوال سے استدلال پیش کیا ہے جو قبل از اختلاف طعرب بالجم تھے کیونکہ
 وہی لوگ عربی زبان کے ممبر اور امام ہیں اُنکے بالمقابلہ زبان دانوں میں گرچہ وہ کتنا ہی بڑا طبیب،
 فقیہ، محدث ہو کسی کا قول معتبر نہیں۔ اور یہی راز ہے کہ مولدین عرب اگرچہ وہ ابن الرومی اور تنسی
 جیسے بالکمال کیوں نہ ہوں ادباء کے ہاں اُنکے مقابلہ میں انکی مڑی کی بھی وقعت نہیں۔ اور
 چونکہ انبیاء علیہم السلام احکام کی تعلیم اور ہدایت کیلئے بھیجے جاتے ہیں اور تہذیب خلاق کے لئے مبعوث
 ہوتے ہیں اسیلئے انھوں نے بھی لغت یا محاورات وغیرہ میں کسی قسم کی دست اندازی نہیں
 کی اور یہی سر ہے کہ قرآن مجید میں فرما دیا گیا وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ
 لیسبیل لہم چنانچہ اساتذہ دہلی اور لکھنؤ کا اردو زبان کے محاورات میں جس طرح اعتبار کیا جائیگا۔
 اگر کوئی پنجابی یا بنگالی اردو میں کوئی نثر یا نظم خلاف قواعد ان اساتذہ کے لکھے اور پھر وہ فصاحت
 و بلاغت کا اُس کلام کے مدعی ہو تو ہرگز کوئی شخص اُسکے تسلیم کے لئے آمادہ نہیں۔ اس طرح عربی

زبان میں کہ منظمہ اور پھر اس میں قریش کی زبان اور اس میں بھی نبی ہاشم خصوصاً محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اسی محض تھے اور خالص زبان عربی انکی مادری اور پدری بلکہ آبائی تھی اور انھیں کے لئے منزا اور تھا کہ یوں کہیں انچہ میں گوئیہاں سداست۔

اب اس کے خلاف کوئی کہنے کہ قرآن مجید میں بھی خلاف قواعد عربیت کلام موجود ہو تو ہم ادب کے عرض کرینگے کہ اپنے قواعد عربیت کو ان کے کلام معجز نظام سے درست کر لیجئے قواعد کا ماخذ ان کا کلام ہی نہ کہ ان کا کلام آپ کے قواعد کا پابند حضرات ناظرین کوئی شاہزادہ وہابی یا لکھنؤ کا اردو بولے اور ایک بنگالی یا بھٹی یا پنجابی اس پر اعتراض کرے کہ یہ خلاف قواعد اردو ہو تو اس کا جواب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ تم اپنے قواعد کو ان کے کلام سے درست کر لو یہ جو کہتے ہیں یہی صحیح ہو کہ ان کے قواعد کا ماخذ انہیں کا کلام ہی بخلاف مرزا صاحب کے اگر ان کا کوئی کلام عربی خلاف قوانین صرف و نحو و عروض و لغت وغیرہ ہوگا جن کا ماخذ انھیں عرب کا کلام ہو تو ہرگز قابل سماعت بھی نہ ہوگا چہ جائیکہ فصیح و بلیغ ہو اور معجز ہونا تو بڑی بات ہو۔

اب میں آپ کو اس قصیدہ کی فوقیت کہ وجوہ کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور خدائے استعانت چاہتا ہوں مرزا صاحب کے قصیدہ جس بحر میں اور جس قافیہ اور حرف روی اور بحر میں ہو یہ بھی اسی بحر اور قافیہ وغیرہ میں ہو تاکہ ناظرین کو فیصلہ کریں آسانی ہو کہ مرزا صاحب کے قصیدہ سے یہ قصیدہ فصاحت و بلاغت وغیرہ میں کیا پایہ رکھتا ہے (۱) مرزا صاحب کے قصیدہ کے بہتے شعار فاسد الوزن ہیں جسکی تفصیل ناظرین نے ابطال عجائز حصہ اول میں ملاحظہ کی ہوگی کیونکہ بحر طویل کا وزن فعلون مفاعیلن فعلون مفاعیلن ہے جس میں عروض یعنی شطر اول کا جز آخر ہمیشہ مفاعیلن بغیر آتا ہے اور ضرب یعنی جز آخر مصرعہ ثانیہ چند طرح پر آتا ہے مفاعیلن مفاعیلن فعلون فعلان وغیرہ مرزا صاحب کے قصیدہ میں ایسے شعار بہت ہیں جن کا وزن فاسد ہے اور بحر طویل کسی طرح پر اس کے تحمل کیلئے تیار نہیں۔ خود ضرب و عروض میں خرابیاں موجود ہیں اور حشو کے زحافات کا تو ٹھکانا ہی نہیں اگرچہ حشو کے زحافات کسی درجہ میں ساج ہوں مگر ان

قصائد کے کیس طرح مناسب نہیں جنہیں دعویٰ فصاحت و بلاغ اس زد ہو کہ اعجاز و تحدیٰ کو درجہ تک پہنچا دیے گئے ہوں میں نہایت اطمینان سے دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ قصیدہ اس عیب سے منزہ اور پاک ہو فلاحہ محمد (۲) مرزا صاحب کے قصیدہ میں عیب جارہ، عیب صراحت عیب شاد و التماسیس جو کہ سخت ترین عیوب سے ہیں اور واجب لاجتناب ہیں موجود ہیں بخلاف اسکے کہ یہ قصیدہ ان عیوب سے منہ و کرہ بالکل منزہ و حصہ اول بطلال اعجاز مرزا میں ان کی تفصیل بیان کی گئی ہو تاہم ان دیکھ لیں۔ ۳ عیب تو اگرچہ سخت ترین عیوب سے نہیں مگر ایسے قصیدہ کے شایان نہیں جس میں فصاحت اور بلاغت کے علاوہ دعویٰ اعجاز ہو۔ مرزا صاحب کے قصیدہ میں عیب بہت ہو چکی تفصیل حصہ اول میں ہو لیکن اس قصیدہ کے تمام اشعار اس عیب سے بالکل پاک ہیں۔

(۴) مرزا صاحب کے قصیدہ میں بہت جگہ سرقات ہیں جنکو سب سے مطلقہ اور دیگر قصائد سے سرزد کیا گیا ہو چکی تفصیل حصہ اول میں ہو لیکن یہ تمام قصیدہ اس عیب سے بھی بالکل پاک ہو ان جہاں کہیں کسی کا قول لیا گیا ہو وہ قائل کی طرف منسوب کر دیا گیا ہو اور بعض اشعار مرزا صاحب کے جو آخر قصیدہ یعنی الافی سبیل الغی الخ میں لکھے ہیں وہ بطریق قولان موجب ہیں وہ مدوح ہیں جیسا کہ علم بیان میں ہو وہ سرقہ کی طرح نہیں ہو سکتے۔ (۵) اور چونکہ مرزا صاحب کے قصیدہ کے معارضہ میں تعداد اشعار کی بھی شرط ہو جیسا کہ مرزا صاحب اعجاز محمدی صفحہ ۱۷ میں لکھتے ہیں اور اس بقدر قصیدہ جو اسی تعداد کے اشعار میں واقعات کے بنا پر مشتمل ہو اس لیے اس قصیدہ میں مرزا صاحب کے قصیدہ سے زیادہ اشعار لکھے ہیں۔ ان یہ دوسری بات ہو کہ کوئی قافیہ نہ لکے کہ مرزا صاحب کے اشعار کو برابر اشعار ہوں تو اس کا بجز خموشی کچھ جواب نہیں۔

(۶) مرزا صاحب کے قصیدہ میں اُنکے کھڑے ہوئے الفاظ اور معنی ہیں جسے الہام لغوی بھی کہہ سکتے ہوں جیسا کہ معنی میت اور ناطف یعنی شیرینی و مکمل معنی بنی وغیرہ۔ (دیکھو بطلال اعجاز مرزا حصہ اول) بخلاف اسکے اس قصیدہ میں عموماً وہی الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جو عیسائی اور کثیر الاستعمال ہیں۔

(۷) مرزا صاحب نے اپنے قصیدہ میں حسن مطلع کا کوئی لحاظ نہیں کیا حالانکہ عرب کی عادت قدیم اور حدیثاً یہی
 ہو کہ وہ ابتدائے قصیدے کو مرغوب و خوش کن الفاظ اور مضامین و لربا سے مزین کرتے ہیں اور اس کو حسن
 مطلع کہا جاتا ہے زمین اکثر تعزیر ہوتا ہو اور عشق و فراق وغیرہ کی دلفریب باتیں مذکور ہوتی ہیں کی وجہ سے نفس کو
 ایسی طرف نہایت رغبت ہوتی ہو اور بغایت سننے کا شائق ہوتا ہو۔ عربی کے تمام مشہور قصیدے اس طرح
 پر لکھے گئے ہیں اہل عرب اس کو کمال عظیم شمار کرتے ہیں متقدمین سے لیکر متاخرین کے قصیدے ملاحظہ کیجئے
 جس قدر اعلیٰ درجہ قصائد ہیں کوئی اس سے خالی نہیں۔ مرزا صاحب نے اس کا بالکل خیال نہیں کیا اور صدر قصیدہ
 سے الفاظ شنیعہ کا استعمال شروع کیا جس سے طبیعت سلیمہ نفرت کرتی ہو مثلاً وفا، مدد، اڑاں، خلیل، اغرا، غم
 جسکے معنی زخمی کو مارا، ہلاک شدہ، ہلاک کیا، سخت گمراہ، برا، گنہگار، جھٹلے، ولایت والا۔

اب حضرات ناظرین دیکھیں کہ ابتدائے قصیدے سے مرزا صاحب کی بدزبانی اور تضلیل اور
 ہلاکت اور روسی معلوم ہوتی ہو اور اس قسم کے الفاظ صدر قصیدہ میں معیوب شمار کیے جاتے ہیں کیا میں فی ضمیمہ
 بخلاف اسکے یہ قصیدہ بجز اللہ ہی مطلع نہایت پچسپ تشبیب و تعزیر پر مبنی ہو جن حضرات کو مذاق اور ذوق
 اور شمار عربیہ کا ذوق سلیم ہو وہ انکے دلفریب مضامین کی داد دیتے ہوئے انشاء اللہ اس کی فوقیت کو ضرور تسلیم کریں گے۔
 (۸) شعرا متاخرین نے محاسن قصائد اور کمالات شعر سے حسن تخلص کو بھی ضروری قرار دیا ہو اور جس قدر
 اس میں تناسب و بہتکان واقع ہوتا ہو اس قدر شاعر کا کمال اور قصیدہ کی عظمت ہوتی ہو۔ مرزا صاحب کی
 قصیدہ اس سے بالکل معری ہو اور کیونکر ہو جبکہ مرزا صاحب نے صدر قصیدہ میں حسن مطلع کا لحاظ نہ کیا اور
 الفاظ شنیعہ سے کریم الصوت بنادیا تو حسن تخلص کیونکر پیدا ہوتا۔ حسن تخلص تو مبنی اس پر ہو کہ شاعر تشبیب
 غرض کی طرف اعلیٰ درجہ کی مناسبت سے جہے کرے جیسے متبنی کہتا ہو خلیلی انی لا اری غیر شاعر
 فلو منهم المدعوی و منی القصائد، فلو تعجبا ان السیوف کثیرہ، و لکن سیف الدولۃ الیوم واحد، و
 اور کیا اچھا حسن تخلص ہو کہ ایک شعر میں الوطیب متبنی نے سیف الدولہ کی طرح میں ادا کیا ہو وہ کہتا ہو

نود و ہجرت البین فینا کاندہ : قنا بن ابی الہیخامی قلب فیلق یعنی ہم اُنکو وداع کرتے ہیں حالانکہ کما
 فرق ہمارے لیے سیف لدولہ کا نیزہ ہو جو لڑائی کے دن وسط لشکر میں پڑتا ہو۔ ای طرح او بھی قصائد ابن
 الرومی اور تبینی وغیرہ کے اسکے شاہد ہیں۔ اس قصیدہ کے ہر مطلع اعلیٰ درجہ کے تخلص پر مبنی ہیں
 جسکو رباب بصیرت اعلیٰ درجہ کے محاسن میں شمار کرتے ہوئے داد دینگے۔

(۹) اس قصیدہ کے ہر مطلع آخر تک نہایت متانت اور خوش کلامی پر مبنی ہیں جیسا کہ کسی
 مہذب باوقار کا کلام ہونا چاہیے سیفمانہ اور جلالانہ طریقہ اختیار نہیں کیا گیا ہو۔ ہاں جہان سے مرزا
 صاحب کے قصیدہ کا جواب ترکی ترکی دیا ہو وہاں سے البتہ یہی قسم کے الفاظ لکھے گئے جو مرزا صاحب اپنے
 قصم کیلئے لکھے تھے بلکہ بہت اشعار عینہ لٹ دیئے گئے ہیں اور یہ بطریق قولان موجب جو محاسن کلام سے ہو۔

(۱۰) ان اشعار میں بے بہا بحث مندرج کیے گئے ہیں اور مرزا صاحب کے دعوے کے بطلان کو مختلف طریقہ سے
 مختصر لفظوں میں دکھلایا گیا ہو جسکے جواب سو قوت تک مرزا یونہی نہ ہو سکے اور بے بے مضامین کی طعن اشارہ
 کر دیا گیا ہو گویا دریا کو کوزہ میں بھرو یا گیا ہو جو کہ بلاغت کے مبحث ایجاز کا خاص مقصد ہے۔

(۱۱) یہ اشعار الحان نحو، صرفیہ اور محاورات کی غلطیوں سے پاک ہیں بخلاف قصیدہ مرزا صاحب کے اُنکے
 اشعار ان عیوب سے پر ہیں جنکی تفصیل ابطال اعجاز مرزا حصہ اول میں موجود ہے۔

(۱۲) مرزا صاحب کے قصیدہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام حسینؑ اور احادیث
 نبویہ اور امت محمدیہ کے نسبت قبیح اور شنیع الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جنکی تفصیل آگے آئیگی یہ قصیدہ
 اس سے پاک و درخانی ہو کہ میں اسلاف کرام کی شان میں ہرگز کسی قسم کی سودا دہی نہیں کی گئی
 اور نہ مرزا صاحب کی طرح اُنکی شان اقدس میں کوئی گستاخی کے کلمات لکھے گئے۔

(۱۳) اس قصیدہ میں صناعات بدیعہ کا بھی بہت لحاظ رکھا گیا ہو چنانچہ اکثر مقام میں قول
 یا لموجب، صنعت طباق، جناس، قول کلامی وغیرہ جا بجا واقع ہوئے ہیں۔

(۱۴) اس قصیدہ میں جوہ بیانیہ مثل ستارہ تھریجیہ استعارہ بالکنایہ تخیلیہ تشبیہ تزیین کنایہ وغیرہ
جایجا استعمال ہیں ادیب مبصر غور کر کے نکال لیا جوہ طوالت کے میں تفصیل کرنے سے معذور ہوں
(۱۵) اس قصیدہ میں مطابقت کلام مقتضی الحال اور اسکے وجوہ کا بہت زیادہ لحاظ کیا گیا ہو اور ہر
مطلوبہ میں براعت و سہولت مع تعریف وغیرہ موجود ہیں جنکو واقف بلاغت بہت اشعار میں پائیگا۔
(۱۶) مرزا صاحب نے ترجمہ میں بہت غلطیاں کی ہیں چنانچہ بعض کو حصہ اول میں دکھلایا گیا ہو۔ اس میں
لفظی سمجھ چکر کر اشعار کے نیچے اہم خلاصہ مطلب رد میں با محاورہ لکھ دیا ہو کہ ہر اردو خوان ناظرین کو سمجھنے
میں آسانی ہو۔

چونکہ جزا سیئہ سیئہ مشہور پر عمل کر کے آخر قصیدہ میں جواب ترکی ترکی دیا ہو اسلئے ناظرین
کو بذرت کے ساتھ دکھلانا چاہتا ہوں کہ مرزا صاحب نے اپنے مضمون اور قصیدہ میں سید المرسلین اور
صحابہ کرام اور علمائے اسلام اور شائخ عظام کی شان میں کقدر بے ادبیان کین ہیں۔

حضرت سید المرسلین خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مرزا صاحب کی بد بانی

اعجاز احمدی دعویٰ فضیلت ۳۴۹ اسکے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا ہے اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا اب
کیا تو انکار کریگا؟

ایضاً ۳۴۹ اور اسکے معجزات میں سے معجزانہ کلام بھی تھا۔ اس طرح مجھے وہ کلام دیا گیا جو سب پر غالب ہو۔
دعویٰ سادۃ ۳۵۰ اور میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ذہن نسبت ہوں یہ اور اسکی پاک مٹی کا مجھ میں خمیر ہو؟
ایضاً سطر ۳۵۱ اب میں بھلے انسانوں سے کوئی پوچھے کہ اگر تمہارے بیان میں کوئی بے ایمانی اور جھوٹ نہیں تو
تم وہ الہام شائع کرو کہ پیش کردہ جہنم خدا فر دیتا ہو کہ ضرور اسکی دفعہ لڑکا پیدا ہوگا یا یہ خبر دیتا
ہو کہ اسکی کے بعد پیدا ہو گیا ہو یا یہی موعود لڑکا ہو نہ کوئی اگر کہنے پر خیال بھی کیا ہو کہ شاید یہ لڑکا

۲۹۷ اور ثناء اللہ ہر ایک گھڑی..... فساد کی آگ بھڑکاتا تھا۔

۲۹۸ اور ثناء اللہ نے میرے اوپر نکتہ چینی شروع کی جو ہوئی وہوس کا بیٹا تھا الخ

۲۹۹ حالانکہ ثناء اللہ کو علم اور ہدایت دے ماس نہیں پس تعجب ہے اس مچھر پر کہ کس بننا چاہتا ہے۔

۳۰۰ مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف پہنچی جو وہ خبیث کتاب اور چھوٹی کٹیختی نیش زن۔

۳۰۱ پس میں نے کہا کہ اے گولہ کی زمین تجھے لعنت ہے تو ملعون کے سبب ملعون ہو گئی الخ

۳۰۲ اس فرومایہ نے مکینہ لوگوں کی طرح گالی کے ساتھ بات کی ہے الخ۔

اور میری طرف سے دس ہزار کے انعام کا وعدہ نہیں بلکہ وہ شریعہ جو گالیان دینے سے باز نہیں آتا اور

ٹھٹھا کرتے نہیں رکھتا اور توہین کی عادت کو نہیں چھوڑتا اور ہر ایک مجلس میں میرے نشانوں سے انکار کرتا

ہو اس کو چاہیے کہ میعاد مقررہ میں اس نشان کی نظیر پیش کرے ورنہ ہمیشہ کے لیے اور دنیا کے نقطہ طاع

ہم فصلہ ذیل لعنتیں اُس پر آسمان سے پڑتی رہیں گی۔ بالخصوص مولوی ثناء اللہ صاحب جو خود

انہوں نے میری نسبت دعویٰ کیا ہو کہ اس شخص کا کلام معجزہ نہیں ہو انکو ڈرنا چاہیے کہ خاموش

رہ کر ان لعنتوں کے نیچے پکے نہ جائیں۔ اور وہ لعنتیں یہ ہیں۔

۱- لعنہ

۲- لعنہ

۳- لعنہ

۴- لعنہ

۵- لعنہ

۶- لعنہ

۷- لعنہ

۸- لعنہ

۹- لعنہ

۱۰- لعنہ

وَتِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ